

تُرْكِيَّةِ مُحِبَّتِ اِمَامِ كَيْسَيْهُ؟

یہ ایک نہایت معنویت کے تحت انسانی فطرت کی گھبراویں سے ابھرتا ہوا وہ سوال ہے جو اہل خیر اور نیک طینت کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے اس کے لئے یہ سمجھنا ہو گا کہ محبت ہے کیا؟ یہ فطرت میں خدا نے کون سی دلکشی ہوئی تھی کو رکھ دیا ہے جو انسان کو ارتقاء کی طرف لے جانے پر ہمک پیدا کرتی ہے۔

تعريف محبت

ماہرین نفسیات محبت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ ایک غریزہ ہے جسے انگریزی میں Instinct کہتے ہیں۔ اس لفظ کی شرح ممکن ہے لیکن اسکی کوئی جامع تعریف لفظوں کی ترتیب کے ساتھ جملوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ یہ نفرت کا نقیض ہے۔ ماہرین نفسیات کا یہ بھی کہنا ہے کہ عینے بھی غریزے ایک جاندار میں پائے جاتے ہیں ان سب کی ماں "محبت" کا غریزہ ہے۔ اور آگے بڑھ کر یہ کہتے ہیں جاندار کے تمام اعضاء کے حرکات و سکنات، عادات و اطوار، خود و نوش، رفتار و گفار، حقیقی معاش، اختراع ذہنی، روانی افکار، کشش و مدافعت، تشکیل گروہ، غرض تمام حیات اسی محبت کے محو پر گھومتے ہیں۔

محبت اور خواہشات نفس

یہاں ماہر نفسیات نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ خواہشات نفسی امارہ کے تحت ہوا سے بھی محبت کے پا کیزہ غریزہ سے جوڑ دیا ہے۔ اور بات اتنی عام ہوئی کہ ادباء اور صاحبان زبان نے محبت کے دو حصے کر دے ایک محبت حقیقی اور ایک محبت مجازی ورنہ اسلام میں محبت یا مودت ایک نور ہے جو اشرفت کے حامل انسانوں کو ارتقاء کی منزل کی طرف لے جاتا ہے۔

نظریہ اسلام کا۔ اسلام و قرآن

ماہرین نفسیات کے تجربے اور بیان سے بہت بالا ہو کر اسلام نے محبت کی تعریف میں کچھ جامع اور مکمل جملے بیان فرمائے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک آیت پر غور کرنے سے مطلع ہن صاف ہو جاتا ہے اور محبت کی بانفس ذاتی سمجھ میں آنے لگتی ہے۔ وہ آیت یہ ہے ”إِنَّمَا لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ فَاتَّقُو اللّٰهَ وَأَطِّيْعُوْنَ“ (سورہ شعرا (۲۶)، آیات ۱۰۸-۱۰۷) میں تمہارے لئے ایک اللہ کا فرستادہ ہوں جو امانت کا حامل ہے بس تقوی اغتیار کرو اور مطیع اور فرمانبرداروں میں ہو جاؤ۔

بادی النظر میں اس آیہ شریفہ کا نزول پیغمبر اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد بیان کرتی ہے لیکن غور کرنے اور فکر کو تکان دینے کے بعد راز ہائے سر بستہ کی تحریر میں عقل و شعور میں ابھر نے لگتی ہیں۔ مثلاً آگے دوسرا آیت بڑھ کر ہمیں راستہ دھاتی ہے جب ہم پڑھتے ہیں۔ وَمَا آرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ (سورہ انبیاء (۲۱)، آیت ۱۰) خدا کی رحمت کے سلسلے ابرار و اخیار پر ہمہ وقت حباری ہیں اور اسکا

کائنات ﷺ ہر سانس میں ادا کر رہے تھے۔ اور اس صداقت کو قرآن کریم نے اس آیہ کریمہ کو کئی بار دھرا کر یقین دلایا اور حجت تمام کر دی "إِنَّ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ" میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔

محبت اور پرہیزگاری

حضور سرور کائنات نے اپنی اس امانت کو خدا کے بندوں تک پہونچانے کی ذمہ داری عطا کی تھی وہ تقویٰ اور پرہیزگاری تھی۔ اور ۲۳ سالہ کارہائے رسالت میں پرہیزگاری کی تعلیم اپنے قول، فعل اور تحریر سے اتنی خوبی کے ساتھ انجام دیا کہ آخر برب العزت نے اس پر امکلت اور اتممت کی مہر لگادی۔ پرہیزگاری یا تقویٰ۔ خوف خدا کو دل میں بٹھانے کے بعد انسان کو ابتدائی منزل سے اونچ ٹریا سے بہت بالاتر لے کر جاتی ہے اور آسمانوں کی سیر کرتی ہے۔ اس کے مدارج زینہ بہ زینہ طے ہوتے رہتے ہیں لیکن اس لاپارے آفات و حادثات میں ایک انسان ایسے بھنوڑ میں ہاتھ پسیر مارتارہتا ہے کہ وہ مانی اضمیر میں اپنے اداروں کو اپنے شوق کے ساتھ بھسپن نہیں کر پاتا۔ لیکن ما یوی تھک کر بیٹھ جانے کا نام ہے اور محبت جتوئے منزل میں آگے قدم بڑھانے کے جذبہ کا نام ہے۔

پرہیزگاری

جس طرح محبت امانت کی یگہبان ہے اسی طرح پرہیزگاری محبت کی پابانی اور یگہبانی کرتی ہے۔ قدم قدم پر ٹھوک لگتی ہے۔ اس گرتے ہوئے انسان کو پرہیزگاری سنبھالتی ہے۔ اٹھاتی ہے، دامن سے گردہوں وہم کو جھاڑتی ہے۔ ہمت اور حوصلہ دیتی ہے۔ اور ایک وقت عمل اور عدم آہنی کے پیدا کرنے کی طرف دعوت دیتی ہے اور اس کے قلب سے محبت کے نور پر کوئی پردہ پڑ جائے تو

ذریعہ حضور سرور کائنات ہیں۔ یہاں حمت خداوندی کا ذکر چھڑتے ہی خالق کائنات کی محبت اپنی مخلوق سے اس قدر زیادہ ہے کہ وہ کسی جاندار کو اپنی رحمت اور نعمت سے محروم نہیں رکھتا اسی محبت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک گرانقدر امانت کا عامل بنایا کر آئے وہ ایک ایسا پیغام کا نام اطاعت رکھا۔ اور اپنے دین کا نام ”اسلام“ رکھا جو سلامتی، آشتی، امن، بے خوفی اور سب سے بڑھ کر سکون قلب کا چلن لے کر آئے۔ اب وہ جو ایمان لائے وہ سکون قلب پانے کے متحق ہوئے۔ جس سے اس کی عقل میں روشنی بڑھتی گئی اور اونچ کی منزلیں دکھائی پڑنے لگیں اور قدم میں بلندی کی طرف بڑھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہونے لگی۔ اسی معنوی ہمک کا ابھار وہ شی ہے جسے محبت کہتے ہیں۔ انسان کے سر پر جب اشرفت کا تماج رکھ دیا تو اس کی فطرت میں ایک ایسا جو ہر بھی رکھ دیا جو اسکی بے پایاں رحمت اور محبت کو قبول کرنے کا ظرف بھی رکھتا ہوتا کہ وہ اپنے اس خدا کو جو کونز مخفیہ ہے اسے پہچان سکے اور خدا نے اسی جو ہر کو نور محبت سے تعمیر کیا ہے۔ (یہ دونوں تعریفیں محبت کے سکے کے دو شعبے ہیں)۔

جب امانت کے ذیل میں محبت کی جلوہ گری سمجھ میں آجائی ہے تو مرسل اعظم ﷺ کے دوش پر جس امانت کو پہونچانے کی ذمہ داری رکھ دی اسکی افلکی عظمتیں کچھ معنی و مطالب بیان کرتی ہیں۔

محبت اور امانت

اللہ تعالیٰ کو اپنے عجیب سے کتنی محبت تھی کہ بعثت سے پہلے اس نے مکہ شہر میں ہر فرد کی زبان پر آپ کے نام کے ساتھ ”محمد امین ﷺ“ کا چرچا عام کر دیا تھا۔ اسی محبت کے تقاضہ کو حضور سرور

اسے ایک تھیلی اشرفی کی دی اور کہا تو بھی عیش کی زندگی بس کرنے کی تمنا پوری کر لے۔ اور جب وہ اشرفی کی تھیلی لے کر چلنے لگا تو آپ نے کہا ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ میری محبت مجھے واپس کر دے۔ چاہئے والے کے دست و پالرزاٹھے اور اس کے ہاتھ سے یہ تھیلی ویں چھوٹ گئی۔ آبدیدہ ہو کر کہنے لگا آپ کی محبت جو اس ابدی زندگی کی نعمات ہے اس کے بد لے میں یہ رقم، یہ اشرفی کی تھیلی بے قیمت۔ اس طرح تزکیہ محبت امام علیہ السلام سے روح کو سرو اور قلب کو یقین سے فیضیاب کیا چونکہ امام وقت کے حضور میں تھا۔ وہ امام علیہ السلام جس کے سامنے عالم کی حقیقتوں کے آئینے موجود تھے۔ جو دل کی کیفیت سے واقف تھا۔ جو اللہ کا ولی اور اس ارض خانی پر اس کی طرف سے خلیف تھا لہذا ایک بڑی روگردانی کا شکار ہونے سے بچ گیا۔ ورنہ چند روزہ زندگی کے بد لے میں آخرت کھود دیتا۔

یہ دور اور محبت کے تقاضے امام حاضر علیہ السلام سے وہ زمانہ تھا جب امام علیہ السلام سامنے تھا۔ علم امام سے فیضیاب ہونے والے اور اطاعت گذار اور محبت کی قدروں سے بہرہ مند اصحاب تھے۔ وہ دور اپنی جلوہ گری دکھا کر ۲۶۰ھ میں ختم ہو گیا اور پیش گوئی کی وہ آواز جوندیر میں اٹھی تھی عقیدتمندوں، امام علیہ السلام کے معتقدین اور سر امامت کو جاننے والے افراد باساد کی یادوں میں بسی ہوئی تھی۔ ایسے لوگ کم نہ تھے بلکہ چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔

امام وقت علیہ السلام ۲۶۰ھ میں غیبت صغری میں تشریف لے گئے وغایت کی ضرورت نہیں۔ حکومت اور جا رسول اور اغناہم جو سیاست سے جڑے تھے کے جال چاروں طرف پچھے تھے، اور اسکا مفصل بیان تاریخ میں موجود ہے

اسے روک لیتی ہے۔ وہ بے خوف ہوتا ہے تو بر بنائے پرہیز گاری چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَهِيَّءُ لِلَّهِ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبْلَ السَّلِيمِ وَيُنْجِرُ جَهَنَّمَ مِنَ الظُّلُمَتِ إِلَى النُّورِ
إِلَيْأُذْنِهِ وَيَهْلِكُهُمْ إِلَى صَرَاطِ مُسْتَقِيمٍ^(۱۶)

(سورہ مائدہ (۵)، آیت ۱۶)

پرہیز گاری اور اطاعت

جس طرح پرہیز گاری بیگبان ہے محبت کی اسی طرح اطاعت وہ سب عوامل ہیں جس پر پرہیز گاری کا دار و مدار ہے۔ قرآن کریم کی اول الذکر آیہ کریم میں ”طیعون“ وہ آخری لفظ ہے جس پر آیت ختم ہوتی ہے۔ بغیر اطاعت تقویٰ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کلام بلا غلط نظام نے گویا طیعون کہہ کر تقویٰ کے باب کے اور اس کھولنے شروع کر دیتے۔ اطاعت ہر حکم پر عمل بیڑا ہونا۔ ہر وقت متوجہ رہنا، ہر زمانہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا۔

امامت اور محبت

محبت کے جو ہر کو اپنا وجود ہمیشہ دمکtar کھنے کے لئے ہر دور امامت میں لوگوں نے جو تعلیمات اسلام سے بہرہ مند تھے قدم قدم پر امام کی قیادت کو قبول کرتے ہوئے ان کے بنائے ہوئے نقش پر چلتے رہے۔ گرتے وقت سنبھلنے کا سلیقہ سیکھا اور ترکیہ محبت امام علیہ السلام کی طرف کو شال رہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ کے ایک چاہئے والے نے شکوہ پر لب ہونے کی بہت کی اور کہا یہ باطل پرست حکومت کے ملازم میں کتنے عیش و طرب کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم حق پرست کتنے قشار سے بھری زندگی بسر کر رہے ہیں۔ صادق آل محمد علیہ السلام نے

اور اس طرح وہ جو دنیا کو اور اس کی جگلگاہت اور گمراہیوں کے راستوں پر تعلیم کے ڈیرے ڈال رکھیں ہیں اس سے بچالیتا ہے۔ اپنی پناہ میں رکھتا ہے اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کے دلوں میں بولتی ہوئی کتاب یعنی جواہرِ حکمت الہی سے واقف ہے اور منصب امامت پر فائز ہے اسکی محبت کو دل میں جانگزیں کر دیتا ہے۔ اور وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کو بھی آگاہ رکتا ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ
أَقْفَالُهَا.

(سورہ محمد (۳۷)، آیت ۲۳)

قرآن پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے کیا ان کے قلوب پر
تالے پڑ گئے ہیں۔

تذکرہ نفس

جب مومن کے کانوں میں فرمان الہی قرآن پر غور و فکر کرنے کی آواز گوئی ہے تو وہ اس کے ابتدائی مرسلوں سے گذر کر اپنی آفاقی منزلوں کو تلاش کرتا ہے جس کے لئے اسے قرآن فہمی کی جستجو پیدا ہوتی ہے اور یہ تو اسی وقت ممکن ہے جب کوئی محبت کر نیو والا شفیق صاحب حکمت اپنی رہنمائی سے آشنا کر دے۔ الحمد للہ اس فکر کے آتے ہی پاک نفشوں کے دل اپنے امام زمانہ علیہ السلام کے اشاروں کی طرف ہر آن گوش بہ آواز رہتے ہیں۔ وہ امام جو غیبت میں رہ کر ہر آن ہمارے سامنے ہے اور اپنی محبت اور عنایت سے ہمیں نوازتا رہتا ہے۔ اس نے ہماری بدایت کی تو کلام الہی کی دوسروی آیت نے ہمیں سہارا دیا اور ہماری فکر میں محبت کی روشنی میں ایک جستجو اور ایک تلاش کے لئے دروازے کھول دیئے۔ وہ آیت یہ ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْذَلْنَا
مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

۲۴۹ میں نواب خاص کا سلسلہ بھی ٹوٹ گیا اور غیبتِ کبریٰ کا آغاز ہو گیا۔ حضرت علیہ السلام نے آخری موقع میں یہ فرمادیا کہ اب میری غیبتِ کبریٰ کا دور شروع ہو گیا اور وہ جو مجتہد ہو گا ہماری طرف سے نیابت پر مامور ہے۔ وہ وہی ہو گا جو صحیح روایت پر عبور رکھتا ہو گا اور اپنے علم پر سعد اجتہاد کا حامل ہو گا۔

خواص یعنی صاحبان علم و حکمت، علماء فقہاء سے باتِ عوام تک پہنچنے گی تو عقائد اور احکام کا نفوذ ہوتا رہے گا۔ بالکل صحیح ہے۔ لیکن یہاں بحث تذکیرہ محبت امام زمانہ علیہ السلام کیسے ہر ایک کے لئے ممکن ہو یہ ایک سوال یہ نشان ہے۔ اسکا تعلق نفس انسانی سے ہے جب تک انسان کا نفس پا کیزہ نہ ہو گا وہ اہل علم یا اہل ذکر کی باتوں کو کیسے قبول کر سکتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ پا کیوں گی نفس پر آمادگی ہو۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم کتاب خداوندی، فرمان الہی قرآن مجید سے ایک مضبوط اور تیہم رشتہ کو بنائے رکھیں اور اس کی روشنی میں اپنے امام زمانہ علیہ السلام کی محبت کو آزماتے رہیں اور دیکھیں نفس کتنا پاک ہو اور محبت امام زمانہ علیہ السلام کس قدر اور کس حد تک اس میں بسیرا کر رہی ہے۔

تذکرہ نفس اور امام الكتاب قرآن مجید
خداوند متعال کتاب کو دوست رکھنے والوں کیلئے ارشاد فرماتا
ہے:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيِّنَاتَ وَبَيِّنَاتٍ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتَوِيًّا

(سورہ اسراء (۱۸)، آیت ۲۵)

جب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو خدا تمہارے اور جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے درمیان ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیتا ہے۔

بِالْقِسْطِ

(سورہ حدید (۷)، آیت ۲۵)

گے۔ دنیا کی آفاقت تمہارے سامنے ہو گئی اگر اس آیہ کریمہ کے آئینہ میں اپنی فکر کو انسان تکان دے تو یہی مطالب سامنے آئیں گے۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ
 الْمُؤْمِنِينَ لِيَرْبِدُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ
 وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ
 عَلَيْهِمَا حَكِيمًا

(سورہ فتح (۲۸)، آیت ۲)

خداوہ ہے جو مومنوں (چاہنے والوں) کے دلوں پر سکون نازل فرماتا ہے اور اس کے ایمان کے تہہ پر تہوں کو رکھ کر بلند کرتا ہے اور اس کا شکر آسمان اور زمین میں پھیلا ہوا ہے۔ وہ بڑا جانے والا اور حکمت والا ہے۔

ہمارا غالق ہم سب پر کتنا مہربان ہے اس نے توبہ، استغفار کرنے کا سلیقہ سکھایا، نادم پر رحمت نازل کرنے کا وعدہ کیا، شر سے پنجنے کے لئے اصول دیئے، مومن کی گفتار میں ریشم کی طرح زمی عطا کی، رفتار میں کشش پیدا کر دی، سیر و سلوک کے لئے آمادگی پیدا کر دی، بہت جلد راضی ہو جائیکا یہ یقین پیدا کر دیا، اپنی یاد کو اپنے اسماء حسنی کے ساتھ شفا کا خاص من قرار دیا، اپنے ولی امام وقت کو اپنی طرف سے ولایت اور محبت کا محور قرار دیا۔ اب اگر اپنے امام سے تزکیہ محبت کرنے کا اسلوب نہ آیا اور غفت کے پردے نہ ہٹے تو انسان خود ذمہ دار ہے۔ محبت بالغہ کے لئے ہوش و خردگوش نیوش دیئے میں عقل فہم کے چراغ فطرت میں روشن کر دیئے میں لہذا تقاضائے محبت امام زمانہ علیہ السلام ہے کہ اس کا تزکیہ انسان کرتا رہے۔

..... باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر

بے شک ہم نے رسول مجھا رون شانیوں کے ساتھ اور اتارا اس کے ساتھ کتاب اور مسیزان تاکہ تم الطینان، بے خوفی، امن و آشتی کی زندگی بس کر سکو۔

جس الطینان کو ساری دنیا نے معدوم سمجھا ہے اللہ نے اپنے نیک بندوں یعنی قاری قرآن، او مرتمک از دامن امام کے لئے اس طرح عطا فرمایا کہ راہ مستقیم میں ایک جانب کتاب اور دوسرا جانب حب امام علیہ السلام کو یعنی میزان کو دیوار کی طرح رکھ دیتا کہ محبت کے امین انسان ہر طرح سے محفوظ ہو جائیں۔ افسوس آج کی دنیا نے میزان کے لفظ سے مسلمانوں نے نہ انصاف کیا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی۔ کل کا رسول محمد ﷺ تھا آج کا امام علیہ السلام وہی جانشین محمد ﷺ ہے جس کا نام بھی وہی ”محمد“ ہے۔ محبت پا کیزہ نفس کا ممکن ہے۔ وہ لہک امام علیہ السلام کی طرف پیدا کرتی ہے وہ چلن سکھاتی ہے کیسے امام علیہ السلام کی طرف امام علیہ السلام کی مرضی، امام علیہ السلام کے اشاروں، امام علیہ السلام کے لئے اپنے فرداں سے آگئی، اپنی امیدوں کے چراغ کو اپنے دل میں جلا سئے رکھے۔ یاد رہے وہ دل جہاں امام علیہ السلام کی محبت کی جائے قرار ہے وہ بالکل اس پر نہ کی طرح ہو جاتا ہے جو شام ہوتے ہی اپنے آشیانے کی طرف پر ہو لون لگاتا ہے۔

تزکیہ محبت امام زمانہ علیہ السلام اور اس کے بار آور نتائج خداوند متعال نے کیسی شی طلیف پیرا ہن نور میں جبلہ گری کے ساتھ جمد خاکی میں رکھ کر کس دل نشین لمحے میں انسان سے مخاطب ہو رہا ہے۔ اگر اے انسان تم نے اس جو ہر کو بچالیا۔ تو اپنی اونچ کی منزاوں سے گذر تے ہو۔ تے افلاک کی سیر کرنے کے قابل ہو جاؤ

معرفت امام زمانہ علیہ السلام، اہمیت رکاوٹیں اور اساب

معرفت خدا ضروری ہے۔ معرفت خدا کے لئے اپنے وقت کے امام کی معرفت ضروری ہے۔ اس بنا پر امام وقت علیہ السلام کی معرفت زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے۔

دنیا میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو یہ یہ زندگی بسر کرنے کا مزاج رکھتا ہے یعنی وہ نہ امام وقت کا منکر ہے اور نہ ہی اقرار کرنے سے دامن کش ہے اور ایسی صورت میں خود کو محفوظ سمجھتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جو نہ ہماری معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی ہمارا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے یہاں تک کہ وہ اس ہدایت کی طرف واپس آئے جو خدا نے ہماری واجب اطاعت و پیروی کی شکل میں فرض کی ہے۔ اگر وہ اپنی خلافت اور گمراہی پر مر گیا تو خدا جو چاہے گا وہ کرے گا۔“

(کافی / ۱۸۷)

معرفت نہ رکھنا کفر و جاہلیت ہے۔ نہ انکار نہ اقرار ضلالت و گمراہی ہے وہ دلوں ہی کا انجام قیامت میں تباہی ہے۔

اہمیت معرفت

اسلام آنکھ بند کر کے کسی کی تقیید کر لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام تمام لوگوں کو غور و فکر، تلاش و جستجو کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام آباء و اجداد کی اندھی تقیید، دقیانوں کی رسم و رواج کی پابندی کا قاتل نہیں ہے۔ دین اسلام کا ہر عقیدہ اور ہر حکم ٹھوس علمی بنیادوں پر استوار ہے۔ اسلام کے نزدیک معرفت کا نور قلب ایمان میں جلوہ گر رہنا ہے اور اسی کی بنیاد پر ایمان کی فضیلت اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت رسول خدا علیہ السلام کی نہایت مشہور حدیث ہے جس کو شیعہ اور سُنی محدثین نے نقل کیا ہے اس کے صحیح اور معتبر ہونے کی تصریح کی ہے وہ حدیث معتریہ ہے۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا:

جو اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے اس کی موت جاہلیت اور کفر کی موت ہوگی۔

جاہلیت اور کفر کی موت کا مطلب یہ ہے کہ میدان قیامت میں اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ وہ میدان قیامت میں دردناک عذاب میں گرفتار ہو گا۔ نجات کا سارا دار و مدار اس بات پر ہے کہ انسان کا انجام بخیز ہو وہ صحیح عقیدہ کے ساتھ دنیا سے جائے۔ موت اسلام اور ایمان پر آئے۔ مسلمان و مومن مرنے کے لئے وقت کے امام کی معرفت ضروری ہے۔

معرفت توحید

امام وقت علیہ السلام کی معرفت صرف عقیدہ امامت کے عنوان سے ضروری نہیں ہے بلکہ عقیدہ توحید (جو تمام عقائد و اعمال کی اساس و بنیاد ہے) کی تکمیل کے لئے بھی معرفت امام وقت لازم و ضروری ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

”یقیناً بس وہی خدا کی معرفت رکھتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے جو ہم اہل بیت علیہ السلام سے اپنے وقت کے امام کی معرفت رکھتا ہے۔“

(کافی / ۱۸۱)

معرفت اور عبادت

انسان کی زندگی کا مقصد خدا کی عبادت اور عبادت کے لئے

ہو گا جو تمیں معرفت کی عظیم نعمت سے محروم کر دیتی ہیں پھر ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے خدا اور رسول اور اہل بیت علیہ السلام سے مدد مانگتے ہوئے موثر قدم اٹھانا ہو گا۔ خدا سے دعا کرتے ہیں تمیں ان رکاوٹوں کو خوب اچھی طرح سمجھنے اور ان سے محفوظ رہنے کی بھر پور تو فیق عنایت فرمائے۔ آمین

(۱) خواہشات نفس:

معرفت کی راہ میں بڑی رکاوٹ نفس امارہ اور اس کی خواہشات میں۔ خواہشات کی پیروی را حق سے منحرف کر دیتی ہے۔ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

”کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا ہے خدا نے اس کے علم پر اس کو گمراہ کیا ہے اس کے کان اور اس کے دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اب خدا کے بعد کوئی اس کو بدایت دے سکتا ہے۔ کیا تم اس سے درس حاصل نہیں کرتے ہو۔“

(سورہ جاثیہ، آیت ۲۳)

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ارشاد فرماتے ہیں:

خواہشات شیطان کی شکار گا ہے۔

(غراہکم ۵۸۳)

عقل کی آفت خواہشات کی پیروی ہے

(غراہکم ۳۹۲۵)

خواہشات نفس کے ماروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ایمان کو بھلا دیتا ہے شیطان کو بلا لیتا ہے۔

(نوح البلاغہ خطبہ ۸۶)

تم سے بعض کی نمازیں زیادہ ہیں، بعض کے حج زیادہ ہیں، بعض نے صدقات زیادہ دیتے ہیں، بعض نے روزے زیادہ رکھے ہیں، لیکن سب سے زیادہ بافضلیت وہ ہیں جن کی معرفت زیادہ ہے۔“

(صفات الشیعہ، ج ۹۳، ح ۲۸)

دین اسلام کی روح معرفت ہے۔ معرفت جس قدر متحکم ہو گی اور جس قدرت حج بنیادوں پر استوار ہو گی اتنا ہی عمل کی کیفیت بہتر ہو گی عمل کا اخلاص معرفت میں مزید اضافہ کا سبب ہو گا۔

دین مقدس اسلام میں معرفت اس قدر اہم ہے کہ اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

خداوند عالم معرفت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں کرے گا، اور معرفت بس عمل کے ذریعہ حاصل ہو گی جو معرفت رکھتا ہے اس کی معرفت اس کو عمل کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو عمل نہیں کرتا وہ با معرفت نہیں ہے۔

(کافی، ج ۱، ج ۲۳، ح ۲۱)

خلاصہ یہ ہے کہ معرفت بغیر عمل زنبور بے عمل ہے۔ وہ چونکہ انجام سے بے خبر ہے اور پھونک پھونک کر قدم نہیں رکھتا وہ کیا جانے خوف کیا ہے؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک عارف کے لئے راہ حیات میں قدم قدم پر رکاوٹوں کے بڑے بڑے پتھر بھی آتے ہیں۔ ان میں سے چند کا ہم ذکر کریں گے۔

راہ معرفت کی رکاوٹیں

ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ خدا اور رسول کی معرفت حاصل کریں اہل بیت اطہار علیہ السلام کی معرفت حاصل کریں عبادت کریں درجات حاصل کریں اگر ہم واقعاً معرفت کے بلند ترین درجات حاصل کرنا چاہتے ہیں با معرفت زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان رکاوٹوں کو سمجھنا

اگر ہم اس وقت اپنے امام وقت حضرت حجۃ بن الحسن اعسکری علیہ السلام کی معرفت سے محروم ہیں۔ بہت کم معرفت رکھتے ہیں تو اس کی ایک وجہ خواہشات نفس کی پیروی ہے خواہشات نے دل کی دنیا کو اتنا آلوہ کر دیا ہے کہ امام معصوم کی پاک معرفت اس میں جگہ نہیں پا رہی ہے۔

اگر خدا دل کی آنکھیں کھول دے اور دنیا کی حقیقت سے آشنا کر دے تو خواہشات نفس کی پیروی سے نجات مل سکتی ہے اس کے لئے خدا کی بارگاہ میں صدق دل اور خلوص ایمان سے برادر دعا کرنے کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی صحیفہ سجادیہ کی دعائیں بہترین مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

۲۔ گناہ

معرفت کی راہ میں ایک زبردست رکاوٹ گناہ ہے۔ خداوند عالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”ان کے اعمال نے ان کے دلوں کو زنگ آلوہ کر دیا ہے۔“

(سورہ الطفیل، آیت ۱۳)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”گناہ پر گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔“

(موسوعۃ العقائد الاسلامیہ، ج ۲، ص ۱۷۱)

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

”جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہے اگر وہ اس گناہ سے تو پر کر لیتا ہے تو وہ نقطہ ٹکل جاتا ہے اور دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے۔

جو دنیا کے عشق میں بیٹلا ہوتا ہے یہ اس کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے اس کے دل کو پیمار کر دیتا ہے پھر وہ غیر صحیح آنکھ سے دیکھتا ہے اور غیر صحیح کان سے سنتا ہے (یعنی نہ اس کی نگاہ صحیح ہے نہ اس کی سماعت درست ہے) خواہشات نے اس کی عقل کو پارہ پارہ کر دیا ہے دنیا نے اس کے دل کو مردہ کر دیا ہے نفس اس پر غالب آگیا ہے وہ اب اس کا اور جو چیزیں اس کے پاس ہیں اس کا بندہ و غلام ہے وہ جدھر سے منہ موز لیتا ہے یہ بھی منہ موز لیتا ہے اور جدھر وہ رخ کرتا ہے ادھر یہ متوجہ ہو جاتا ہے۔

(نوح البلاغہ خطبہ ۱۰۹)

حکمت کی باتیں اور خواہشات ایک ساتھ مجمع نہیں ہو سکتی ہیں۔

(غزال بحکم ۵۶۴)

اپنے دل کو تقوی کا احساس دلاو۔ خواہشات نفس کی مخالفت کر و تم شیطان پر غالب آجائے گے۔

(غزال بحکم ۳۷۸)

خواہشات نفس کی پیروی معرفت کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ معرفت حاصل کرنے کے چند راستے میں۔ (۱) عقل (۲) آنکھ (۳) کان

عقل کے ذریعہ حقائق سمجھ میں آتے ہیں۔ آنکھوں سے دیکھ کر، کتاب پڑھ کر بات سمجھ میں آتی ہے۔ کان سے سن کر بات دل میں اترتی ہے۔ خواہشات نفس ان سب پر پردہ ڈال دیتی ہیں یا ان کو پیمار و مریض کر دیتی ہیں جس کی بنا پر صحیح صورت نظر نہیں آتی ہے اگر عینک دھنڈلی ہو تو منظر صاف نظر نہیں آتے گا جب آئینہ دل پر خواہشات کا غبار بیٹھ جاتا ہے انسان حقائق سے غافل ہو جاتا ہے۔

لگے ہوئے ہیں۔“تے جب کہ گناہ کا سب سے پہلا اور سب سے زیادہ اثر قلب پر ہوتا ہے جب فہم و ادراک کا مرکز متاثر ہو گا تو اس کا اثر معرفت پر ضرور پڑے گا۔ اس بنا پر گناہ اور وہ بھی گناہوں پر گناہ معرفت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے اس بنا پر اگر ہم اپنے امام وقت حضرت حجۃ بن الحسن اعسکری علیہما اللہ نے معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں خدا کی بارگاہ میں غلوص دل سے استغفار اور توبہ کرنا ہو گا۔ محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے دے کر غفوو در گذشت معافی و مغفرت کی دعا کرنا ہو گی اور آئینہ دل کو گناہوں سے محفوظ رہنے کے لئے، دامن کردار کو آلو گی سے محفوظ رکھنے کے لئے، احتیاط سے کام لینا ہو گا اور خدا کی بارگاہ میں بہترین توفیقات کی درخواست کرنا ہو گا چونکہ معرفت امام ایک گرانقدر سرمایہ ہے اس کی کی راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنا ہو گا اور ہر طرح کے آئیب سے اس کی حفاظت کرنا ہو گی تاکہ میدان قیامت میں خدا کی بارگاہ میں اس گرانقدر سرمایہ کو پیش کیا جاسکے اس سے حاصل شدہ نتائج قیامت کی سختیوں سے نجات کا سبب ہوں گے۔ یہ بات طے ہے کہ بغیر توفیق الہی اور تائید امام کے گناہوں سے دور رہنا آسان کام نہیں ہے اگر توفیق الہی اور تائید امام حاصل ہو تو انسان کا نٹوں کے جگل سے بھی دامن بچا کر گزر سکتا ہے اور یہ توفیق نیک اعمال پا کیزہ نیت غلوص دل اور مسلسل دعاؤں سے حاصل ہوتی ہے۔

چونکہ قلب معرفت و ادراک کا مرکز ہے اس کو قیادت سے محفوظ رکھنا ہو گا کیونکہ پتھری میں زین پر دانہ نہیں اگتا ہے دانہ کے لئے زم زم میں چاہیے۔ وہ دل جو گناہوں، حب دنیا، غصب، آیات الہی کی تکذیب، دوسروں پر ظلم و ستم..... کرنے سے سخت ہو گیا ہو اس میں معرفت کے ثمر نہیں لگتے ہیں۔ ادراک و ایقان کے چمن

یہی وہ زنگ ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے۔“ان کے اعمال نے ان کے دلوں کو زنگ آؤ دکر دیا ہے۔”

(کافی، ج ۲، ج ۱۷، ح ۱۳)

حضرت امام محمد باقر علیہما اللہ نے فرمایا: ”دل کو سب سے زیادہ فاسد کرنے والی چیز خطائیں میں۔“

(کافی، ج ۲، ج ۲۷۵)

حضرت علی بن ابی طالب علیہما اللہ نے فرمایا: ”گناہوں سے زیادہ کوئی اور چیز دل کے لئے درد ناک نہیں ہے۔“

(کافی، ج ۲، ج ۲۷۵)

حضرت رسول خدا علیہما اللہ نے فرمایا: ”جب بندہ کوئی گناہ انجام دیتا ہے تو وہ باتیں بھول جاتا ہے جن کو جانتا تھا۔“

(موسوعۃ العقادہ الاسلامیہ، ج ۲، ج ۲۷۲)

خطائیں دل کو سیاہ کر دیتی ہیں۔ چہرہ کو بے رونق کر دیتی ہیں۔ عمل کو مکروہ کر دیتی ہیں۔

”چار چیزوں میں دل کو مردہ کر دیتی ہیں۔ ان میں ایک گناہ پر گناہ سرزد ہو نا۔“

(ماخذ مسلم)

دین اسلام میں علم، سمجھ، فہم، ایمان۔ کام کر دل کو قرار دیا گیا۔ ان کے پاس دل ہے سمجھتے نہیں ہیں لے ”ایمان تمہارے دلوں میں داخل تک نہیں ہوا ہے۔“^۱ ”کیا ان کے دلوں پر قتل

۱۔ سورہ اعراف (۷)، آیت ۲۹

۲۔ سورہ الحجرات (۴۹)، آیت ۱۳

اسباب معرفت:

رکاوٹوں کے ساتھ ساتھ ان اسباب و عوامل کا جاننا بھی ضروری ہے جو معرفت میں اضافہ کا سبب ہوتے ہیں۔ رکاوٹوں کو دور کرنے کے بعد میں ہموار ہو جاتی ہے۔ اب اس میں معرفت کی کاشت ضروری ہے۔ ذیل میں مختصر آپنے اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

عنایات خداوندی:

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

”جب خداوند عالم کی بندہ کو نیکی اور خیر عطا کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین میں گھری نظر و بصیرت عطا کرتا ہے، رشد و ہدایت الہام کر دیتا ہے۔“

(موسوعۃ العقائد الاسلامیہ، ج ۲، ص ۱۳۶، ح ۲۹۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

”بے شک جب خداوند عالم کی بندہ کو نیکی اور خیر عطا کرنا چاہتا ہے اس کے دل میں ایک سفید نقطہ ایجاد کرتا ہے اس کے دل کے کان کھول دیتا ہے ایک فرشتہ اس کے ہمراہ کرتا ہے جو اس کو صحیح راستہ دکھاتا ہوتا ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۰، ص ۷۵، ح ۳۰)

اخلاص

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

”جب کوئی بندہ چالیس دن تک خلوص سے خدا کی عبادت کرتا ہے حکمت کی باتیں اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔“

(عدۃ الداعی ۲۱۸)

ہمیں لہلہتے قیادت کے مارے دل خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا نے گناہوں کی شرمندگی پر آنسو بہانے سے زم ہوتے ہیں جس طرح بارش مردہ زمینوں کو زندہ کرتی ہے اسی طرح ندامت و استغفار توہ دانابہ کے آنسو مردہ دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ زنگ، کدورت و غبار کو صاف کر کے اس طرح آئینہ بنادیتے ہیں کہ دل خدا اور خداوں کی محبت سے مرکز انوار بن جاتا ہے۔

اس وقت فکر معاشر نے اس قدر مصروف و مشغول کر دیا ہے روز بروز ابھرنے والے شکوک و شہابات نے فکر و نظر کو اس قدر متاثر کر دیا ہے کہ ایمان پر ثابت قدم رہنا آسان نہیں ہے۔ ان حالات میں یاد خدا سے غفلت، روزمرہ کی زندگی کے اسراف، رسم و رواج نبھانے پر بے جا اخراجات، چارلوگوں کی تنقید سے پہنچ کے لئے احکام خداوندی کی مخالفت، لمبی آزوؤیں، حصول دنیا، قدم قدم پر غرور و تکبر، خود پسندی، خونمنائی، ضروریات زندگی فراہم ہونے پر مزید مزید کی ہوں، قناعت و توکل سے پیگانگی، بات بات میں ناراضگی، قدم قدم پر غصہ زبان و لہجہ کا بگاڑ کمزوروں پر ظلم و ستم، لہو لعب میں بے پناہ دلچسپی، تعصب و کینہ پروری، بے جا بحث و گفتگو، برتری کی خاطر اظہار علم، حامیوں پر رعب جمانے کی خاطر اظہار قابلیت، ہٹ دھرمی اور ضد کھانے میں حلal و حرام سے لاپرواہی، شکم سیری اور شکم پروری..... یہ وہ باتیں ہیں جو انسان کو خدا اور خداوں سے غافل کر دیتی ہیں۔ دل کو سخت کر دیتی ہیں نور معرفت کو کم رنگ کر دیتی ہیں اور کبھی مسلسل غفلت و گناہ کی اور راستہ پر لگادیتی ہے۔

ایسی اور بھی رکاوٹیں ہیں جو معرفت کے لئے سد راہ بن سکتی ہیں اسی لئے دامن عصمت معرفت کو بچانے میں رکاوٹوں سے ہوشیار اور خبردار رہنا چاہئے۔

علیہم السلام کے پاس ہے یہی حضرات اس کے اسرار و رموز کے مدد کرے گیں۔ یہی باب مدینۃ العلم میں انھیں کے گھر میں قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام نور خدا ہیں سر اپا نور ہیں ان کے یہاں علمتوں کا گذر نہیں ہے۔ خود نور ہیں ان کا کلام نور ہے ان کی محبت نور ہے۔ علم و معرفت بھی نور ہے۔ جب یہ نورانی محبت دل میں آئیں گی تو دل معرفت و حکمت کے نور سے جگ لگا جائے گا۔ دل مطلع انوار ہو جائے گا۔

عمل

اسباب معرفت میں ایک سبب دینی احکام کی پابندی اور ان پر عمل کرنا ہے عمل سے معرفت کی رایں ہمارے ہو جاتی ہیں۔ حضرت رسول خدا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”جو اپنے علم کے لحاظ سے عمل کرتا ہے خدا اس کو وہ چیزیں سکھا دیتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۲۰، ص ۳۸۰، ح ۲)

قرآن کریم میں ہے:

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَيَعْلَمُ كُمُّ الْأَدْلَةِ

(سورہ بقرہ (۲)، آیت ۲۸۲)

خدا کا تقویٰ اختیار کرو خدا تمہیں خود تعلیم دے گا۔ تقویٰ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کچھ باتیں انسان اپنی محنت سے حاصل کرتا ہے اور کچھ باتیں خدا کی عنایتوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے خدا کی باراگا میں جو ملے گا اس سے بہتر اور معتبر معرفت کیا ہو سکتی ہے۔

نماز

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

”نماز لذار کو ملائکہ کی محبت، ہدایت، ایمان اور نور

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب خلوص آجاتا ہے تو بصیرتیں نورانی ہو جاتی ہیں۔“
(غراجم ۶۲۱)

جس قدر ہمارے عمل میں خلوص ہو گا اتنا معرفت میں اضافہ ہو گا۔ خلوص کے ساتھ عمل کرنا ہمارا کام ہے دل میں حکمت و معرفت کے سرچشمہ جاری کرنا خدا کی ذمہ داری ہے خدا یقیناً اپنا وعدہ پورا کرتا ہے بلکہ توقع سے زیادہ دیتا ہے۔

محبت اہل بیت علیہم السلام:

دین کا وہ کوئی نامحلہ ہے جہاں اہل بیت علیہم السلام کی محبت کی ضرورت نہ ہو اور یہ محبت مشکل کشانہ ہو۔

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں:

”جو حکمت طلب کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ میرے اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرے۔“

(بخار الانوار، ج ۲۷، ص ۱۱۶، ح ۹۲)

یہ بھی ارشاد فرمایا:

”اگاہ ہو جاؤ جو علی علیہم السلام سے محبت کرے گا خدا اس کے دل میں حکمت کو استوار و متحکم کر دے گا اس کی زبان پر صحیح باتیں جاری کرے گا۔“

(فیض الشیعہ، ج ۱، ص ۳۶)

حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام فرماتے ہیں:

”جو ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتا ہے اور ہماری محبت اپنے دل میں متحکم کرتا ہے اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری ہوتے ہیں۔“

(المحسن، ج ۱، ص ۱۳۳، ح ۱۶۷)

ظاہر ہے خداوند عالم کے تمام علوم و معارف کا خزانہ اہل بیت

معرفت عطا ہوتا ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۸۲، ص ۲۳۳، ح ۵۶)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”نماز شب پڑھنے سے خداوند عالم کی خوشنودی، ملائکہ کی محبت، انبیاء ﷺ کی محبت، نور معرفت اور اصل ایمان نصیب ہوتا ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۸۱، ص ۱۶۱، ح ۱۵۲)

اگر تم اپنے امام وقت ﷺ کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو نماز پابندی سے اول وقت پڑھیں اور برابر نماز شب ادا کریں۔ نماز صحیح کے وقت سے پہلے کا وقت دعاؤں کی قبولیت اور مغفرت گناہ کا ہترین وقت ہے۔ خدا کی بہترین نعمتیں اس وقت نازل ہوتی ہیں۔ نماز صحیح کے بعد روز آنہ اپنے امام وقت ﷺ کی خدمت میں سلام کریں اور گھنہا ہوں سے محفوظ رہنے اور نیک عمل کی درخواست کریں۔

حلال غذا

حضرت رسول ﷺ نے فرمایا:

”جو چالیس دن تک حلال غذا استعمال کرے گا خداوند عالم اس کے دل کو نورانی کر دے گا اس کے دل سے حکمت کے سرچشمہ جاری ہوں گے۔“

(موسوعۃ العقائد الاسلامیہ، ج ۲، ص ۱۳۹)

جس طرح حلال غذا سے دل منور ہو جاتا ہے اس طرح حرام غذادل کو مردہ کر دیتی ہے۔ حلال و حرام غذا سے صرف غذا کا ظاہری طور سے پاک یا ناپاک ہونا نہیں ہے بلکہ اس آمدنی کا حلال یا حرام ہونا جس سے یہ غذا حاصل کی جا رہی ہے اور خریدی جا رہی ہے۔ اسلام میں رزق حلال کی بڑی اہمیت ہے رزق حلال حاصل کرنے

والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ ناپاک و حرام غذا دل کے دروازوں کو بند کر دیتی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے میدان کر بلایا میں عمر بن سعد کی فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: ”تم سب کے سب میری نافرمانی کر رہے ہو اور میری باتوں کو غور سے نہیں سن رہے ہو اس لئے کہ تمہارے پیٹ حرام غذا سے بھرے ہوتے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔“

(بخار الانوار، ج ۸۵، ص ۲۵)

دعا

حصول معرفت میں دعا نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر انسان خدا کی بارگاہ میں خلوص دل سے مانگے تو کیا نہیں ملتا۔ بڑی سے بڑی گناہ دعا سے معاف ہو جاتی ہیں اور بلند ترین درجات نصیب ہوتے ہیں۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی دعاؤں میں ایسی بہت سی دعائیں ہیں جن میں نور، بصیرت، ہدایت اور معرفت مانگی گئی ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت میں ایک ذمہ داری امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت ہے یوں تو روز آنہ ہی نماز کے بعد مجلس کے بعد، امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت پڑھی جاتی ہے لیکن ایک زیارت وہ ہے جس کی خود انہوں نے تاکید کی ہے۔ وہ زیارت آل یسین ہے۔ جناب شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ نے مفاتیح الجہان میں اس زیارت کو امام زمانہ علیہ السلام کی پہلی زیارت قرار دیا ہے اس زیارت کے بعد ایک دعا ہے یہ دعا اس طرح شروع ہوتی ہے۔

”خدایا میں تیری بارگاہ میں تیرے بنی رحمت اور کلمہ نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں میرے دل کو یقین کے نور سے بھر دے، میرے صدر باقی صفحہ نمبر ۳۳ پر۔.....

غیبت بُری کے آغاز سے پہلے امام مہدی علیہ السلام پر لکھی جانے والی تباہیں

پر مجبور کر دیا کہ تمام پیغمبر ان الٰی نے اس مصلح جہانی کے ملکوتی چہرہ کو اپنی اپنی امتوں کے لئے ترسیم کیا ہے اور اس مخفی الٰی کے انتشار کی رو حکایت کی روح کو اپنے پیروؤں کے اندر پھونک دیا ہے۔

اگرچہ سوائے قرآن کے ماضی کی تمام آسمانی کتابیں تحریف کاشکار ہو چکی ہیں لیکن ان کتابوں میں انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کی رو سے عقیدہ مہدویت کے ثابت کرنے کے لئے کافی مطالب موجود ہیں۔

(تفصیل کے لئے کتاب ”اخواہ آمد“ تحریر علی اکبر مہدی پور رجوع بخستے) دو سو سے زیادہ آیات قرآن، ظہور مصلح کل، حضرت بقیۃ اللہ علیہ السلام کے بارے میں آئی ہیں۔

(کتاب ”موعود قرآن“ تالیف علی اکبر مہدی پور رجوع بخستے) رسول گرامی اسلام علیہ السلام نے اس مصلح جہان کے لحظہ لحفظ حالات کو وحی الٰی کی روشنی میں سیکڑوں حدیثوں میں بیان فرمایا ہے۔ اس کی سیرت، صورت، نسب، غیبت، ظہور، علامات ظہور اور اس قبلہ موعود سے مربوط دیگر مسائل کو نقل کیا ہے۔

اس بیان کی روشنی میں مہدویت کا عقیدہ دیگر عقائد کے ساتھ ساتھ پیغمبر اکرم علیہ السلام کے ذریعہ بیان ہوا اور ائمہ علیہ السلام کے دور میں اس کی وسیع تر تفصیلات سامنے آئی ہیں۔

ائمہ علیہ السلام کے سیکڑوں صحابیوں نے معصومین علیہما السلام سے اس مصلح جہانی سے متعلق صادر ہونے والی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں لکھا اور ان میں سے دیسیوں اصحاب نے اس سے پہلے کہ وہ آفتاب عالمت برج امامت سے طلوع کرے، مستقل تباہیں اس کی ولادت، غیبت، ظہور اور علامات ظہور کے بارے میں تالیف کی

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں غیبت بُری سے پہلے کی تالیفات:

جغرافیائی حدیں آپس میں ملتی جا رہی ہیں، دنیا ب ایک نیا رنگ لے رہی ہے۔ قلم کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ ستگری کا دریا چڑھاو پر ہے۔ انقلاب نو کے علامات صاف ظاہر ہو رہے ہیں یعنی ممنتصعین اور کمزور و تم ریڈہ افراد کے براہ راست حامی و مددگار، ظالمین و ستگروں کے محلوں کو ویرانہ کرنے والے، خداوند منان کی جھتوں میں اکیلے باقیمانہ، حضرت مہدی صاحب الزمان علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور ظلم و استبداد کے محلوں کو ظالمین و ستگر کے سرول پر ڈھادیں گے۔ پوری دنیا میں عدالت و آزادی پر مبنی حکومت کی بنیاد کو استوار کریں گے، کہہ زمین پر پھر ظلم و تم جگہ نہ پائے گا۔ زیر آسمان تعصب و امتیاز و نا انصافی کا نشان نہ ہو گا۔ تباہی و فساد دنیا سے اٹھ جائے گا۔

اس وقت ۷۷۱۱ سال پورے ہو چکے ہیں کہ خدا کا قدرت مند ہاتھ آستین ”غیبت“ میں ہے تا کہ ایک روز دور ان غیبت کو ختم کر کے ظہور کرے اور آفتاب عدالت کی کرنوں کو پوری کائنات پر چکا دے اور انسانی خباشتوں اور خیانتوں کو ختم کر دے۔

دنیا کے اس عظیم مصلح کے ظہور کی بشارتیں پیغمبر عظیم الشان اسلام علیہ السلام کے ذریعہ صدر اسلام سے آج تک سنی جا رہی ہیں اور باطل پرحق کی فتح کے امین بخش نعمت تاریخ کے تمام ادوار میں چہار دانگ عالم میں گونج رہے ہیں۔

دنیا کے مختلف ادیان و مذاہب کی کتابوں میں سیر حاصل مباحث نے ہر صاحب انصاف محقق کو اس حقیقت کے قبول کرنے

آپ کی وفات ۲۳ ھجری میں ہوئی امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے تقریباً تین دہائی پہلے یہ کتاب لکھی گئی۔

۳-علی بن حسن بن علی بن فضال:
آپ امام ہادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے تیس جلدیں لکھی ہیں اور ان میں سے دو بلند کتاب حضرت بقیۃ اللہ روا حنفادہ سے متعلق ہیں:

۱-كتاب الغيبة

۲-كتاب الملام

آپ کے والد حسن بن علی بن فضال نے بھی ظہور کی نشانیوں کے بارے میں کتاب "الملام" لکھا ہے۔
(رجال نجاشی، ص ۷۵۰ اور ص ۳۶)

۴-ابو الحسن علی بن حسن بن محمد طائفی جرمی:

آپ امام کاظم علیہ السلام کے صحابی تھے اور آپ نے ایک کتاب "كتاب الغيبة" کے نام سے لکھا۔ یہ بھی واقعی مذہب پر تھے لیکن اس کے باوجود نجاشی نے انھیں "فقیہ" کے لقب سے یاد کیا ہے اور حدیثوں کے معاملہ میں مورداً عتماد و استناد قرار دیا ہے۔
(رجال شیخ طوسی، ص ۳۵۰ اور رجال نجاشی، ص ۲۵۵)

۵-ابو الحسن علی بن محمد بن علی سواعق:

یہ بھی واقعیہ مذہب کے سر برآورده لوگوں میں سے تھے لیکن نجاشی نے انھیں "ثقة" "ثبت" اور "صحیح الرزوایہ" بتایا ہے۔ انھوں نے بھی ایک کتاب "الغيبة" لکھا ہے۔
(رجال نجاشی، ص ۲۵۶)

یہ امام رضا علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔

۶-ابو الحسن علی بن عمر اعرج:

یہ بھی واقعیہ مذہب تھے ان کی کتاب کا نام ہے "كتاب

بیں۔ ان میں سے بعض کے نام ان کی کتاب کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

ولادت امام مہدی علیہ السلام سے پہلے لکھی جانے والی کتابیں

۱- ابو اسحاق ابراہیم بن صالح انماطی:

آپ امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور آپ نے بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں۔ زمانہ کی کمشتوں میں یہ کتابیں ضائع ہو گئیں لیکن صدیوں بعد بھی ایک تحریر باقی ہے اور اس کا نام ہے "كتاب الغيبة"۔

(رجال شیخ طوسی، ص ۱۰۳ اور فہرست شیخ طوسی، ص ۳۰، رجال نجاشی، ص ۱۵ اور رجال ابن داؤد، ص ۳۲) (نقل از کتابہای حضرت مہدی علیہ السلام تالیف علی اکبر مہدی پور، ج ۱)

انماطی نے اس کتاب کو امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے سو سال سے زیادہ پہلے لکھا ہے۔

آیت اللہ خوئی (قدس سرہ) ابراہیم بن صالح انماطی کے ذریعہ وارد ہونے والی روایتوں کی سند کی تحقیق کے بعد اس تیجہ پر پہنچے کہ اس نام کے تین افراد گذرے ہیں اور ان میں صاحب "كتاب الغيبة" مورداً عتماد و استناد ہیں اور یہ ابراہیم بن صالح انماطی اسدی کے علاوہ ہیں جو کہ امام کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں تھے اور واقعیہ مذہب پر تھے۔
(مجموع الرجال الحدیث، ج ۱، ص ۲۳۹)

۲-ابوفضل عباس بن ہشام ناشری:

آپ عُمیّیس کے نام سے مشہور تھے۔ امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ نے بھی ایک کتاب "الغيبة" تالیف کی ہے۔
(رجال شیخ طوسی، ص ۸۳ اور رجال نجاشی، ص ۲۸۰)

الغيبة۔

مہدی موعود یہ لیکن بعض کا عقیدہ ہے کہ امام کاظم علیہ السلام نے وفات پائی اور وہ پھر زندہ ہوں گے اور ساری دنیا ان کے قبضہ میں ہو گی اور بعض واقفیہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام سعدی کے قید خانہ سے باہر آئے اور کسی نے ان کو نہیں دیکھا اور ہارون کے سپاہیوں نے لوگوں کو دوہرے شہے میں ڈال دیا کہ مر گئے اور نہیں مرے ہیں بلکہ غائب ہو گئے۔

(نجم الثاقب، ج ۱، ص ۲۷۲) (ناشر انتشارات مسجد مقدس جمکران، بہار ۱۳۸۹) ہم نے اس مضمون میں واقفیہ کی تکابوں کا تذکرہ اس لئے کیا کہ حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ کے بارے میں روایات ان حضرت علیہ السلام کی ولادت سے نصف صدی پہلے مسئلہ کتاب کی شکل میں شائع ہو چکی تھیں اور وہ روایتیں رسول خدا علیہ السلام اور ائمہ اطہار علیہ السلام کے ذریعہ نقل ہوئی تھیں اور چونکہ یہ لوگ سات اماموں کے مانے والے تھے انہوں نے ان روایتوں کو اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

یہاں مذہب واقفیہ کے عالموں اور مصنفوں کے عقائد اور مسلک سے قطع نظر راقم الحروف قارئین کی توجہ اور فتنکروں وجود اقدس امام المہدی علیہ السلام اور ان کی غیبت پر مرکوز کرنا چاہتا ہے۔

۹۔ ابوسعید عباد بن یعقوب رواجتی:

شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیعہ رجالیوں نے رواجتی کو سئی المذہب بتایا ہے لیکن تمام سئی علماء رواجتی کے شیعہ ہونے پر اتفاق نظر رکھتے ہیں۔

(فہرشنخ طوسی، ص ۱۳۹)

سماعانی نے رواجتی کو شیخ، عالم، صدوق اور محدث شیعہ جیسے اقبال سے تعبیر کیا ہے۔

(انساب سماعانی، ج ۶، ص ۷۰)

ابن حجر عسقلانی نے انھیں غالی شیعہ کہا ہے۔ البتہ ان کی

(رجال نجاشی، ص ۱۳۴) و فہرست شیخ طوسی، ص ۸۱)

یہ بھی امام رضا علیہ السلام کے زمانہ میں تھے۔

۱۔ ابو علی حسن بن محمد بن سماعة: امام کاظم علیہ السلام کے صحابی تھے اور واقعی مذہب کے تھے۔ ان کی بھی کتاب کا نام ”كتاب الغيبة“ ہے۔ آپ کا انتقال ۵ جمادی الاول ۲۵۳ھ میں ہوا ہے۔

۸۔ حسن بن علی بن ابی حمزہ بطائی:

واقعی مذہب کے تھے اور آپ کے والد علی بن ابی حمزہ امام کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور سرداران واقفیہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے کئی تکاہیں لکھی ہیں۔ بعض تکاہوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ کتاب الغيبة

۲۔ کتاب الرجعہ

۳۔ کتاب القائم الصغير

۴۔ کتاب الملائم

كتاب القائم میں الصغیر کی قید سے پہتہ چلتا ہے کہ آپ نے کتاب القائم الکبیر بھی لکھی ہے جو نجاشی تک نہیں پہنچی۔

(رجال نجاشی، ج ۷، مجمع الز جال الحدیث، ج ۵، ص ۱۳)

واقفیہ کون لوگ میں؟

ہم نے جن مولفین کے نام یہاں درج کئے ہیں ان میں سے پانچ لوگ واقعی مذہب سے ہیں۔ یہ لوگ اصطلاح میں ہفت امامی یعنی سات اماموں کے مانے والے کہلاتے ہیں۔

واقفیہ کے مطابق حضرت امام موسی بن جعفر علیہ السلام و

کیا ہے کہ حضرت مهدی علیہم کے ہم رکاب ہو کر جنگ کروں۔
(سیر اعلام النبیاء، ج ۱۱، ص ۵۳۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۹)

یہ واقعہ اہل سنت نے صحیح مند کے ساتھ روایت کیا ہے، جو رواجني کے تشیع کی نشانی ہے بلکہ تشیع میں رائخ عقیدہ کا پتہ دیتا ہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں رواجني کے ذریعہ بہت سے مطالب نقل ہوتے ہیں جو ان کے تشیع پر دلیل ہیں، میں جملہ یہ کہ طبری نے بغیر واسطہ کے ان کے قول کو سنائے ہے کہا کرتے تھے:

”جو شخص ہر روز اپنی نماز میں دشمنان اہل بیت علیہم السلام سے بیزاری نہ چاہتا ہو انھیں کے ساتھ موجود ہو گا۔“

(تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۷۵)
اسی لئے علامہ مامقانی نے آن کے تشیع پر تاکید کی ہے اور بہت سی دلیلیں اس پر پیش کیا ہے۔

(تفصیل المقال، ج ۲، ص ۱۲۳)
اور ابو الفرج اصفہانی نے انھیں ”زیدیہ“ کے بزرگوں میں شمار کیا ہے۔

(مقاتل الطالبین، ص ۳۸۲)

۱۔ عبد اللہ بن جعفر حمیری:

آپ امام حسن عسکری علیہم السلام کے اصحاب میں سے تھے۔
(رجال شیخ طوی، ص ۳۳۲)

آپ نے اپنی بہت سی تحریروں کو حضرت بقیۃ اللہ اوارہنا فداہ سے مختص کیا ہے:

۱۔ قرب الانسان اہلی صاحب الامر علیہم
(رجال نجاشی، ص ۲۲۰)

۲۔ الغیبة والجیرة

(رجال نجاشی، ص ۲۱۹)

صداقت و وثاقت پر تاکید کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب، ج ۳، ص ۷۲)
ذہبی نے رواجني کے شیعہ غالی ہونے پر بہت سی دلیلیں پیش کی ہے لیکن ابو حاتم اور دارقطنی کے حوالے سے ان کی ووثاقت کو نقل کیا ہے اور انھیں ”شفہ“ و ”صدقہ“ کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۹)
رواجني تسامی علماء کے نزدیک مورد اعتماد و استناد تھے لہذا بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن داؤد نے آن سے روایت کی ہے۔

(سیر اعلام النبیاء، ج ۱۱، ص ۷۵ و میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۹)
اور ابو حاتم رازی نے آن سے استماع حدیث کیا ہے۔
(الجرح والتعديل، ج ۶، ص ۸۸)
اس طرح تمام رجاليوں نے ان کو موقع جانا ہے اور حافظ، حجت و صدقہ جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔

(ثذرات الذهب، ج ۲، ص ۱۲۱)
رواجني کہ جن کی ووثاقت پر سمجھی نے اعتماد کیا ہے، بغیر کسی شک و شبہ کے امام عصر علیہم السلام کی ولادت سے پہلے ہی اس دنیا سے اٹھ چکے تھے۔ ان کی وفات ۲۵ محرم میں ہوئی۔ انہوں نے مستقل کتاب ”اخبار المهدی“ تحریر کیا ہے۔

(فهرست شیخ طوی، ص ۱۳۹ و الدریعہ، ج ۱، ص ۳۵۲)
رواجني اپنی عمر کے آخری حصہ میں نایبینا ہو گئے تھے لیکن حضرت ولی عصر علیہم السلام سے شدید قسم کا عشق رکھتے تھے یہاں تک کہ پسر و شمشیر اپنے سر پر لٹکائے رکھتے تھے کہ اگر ظہور کے زمانہ کو پایا، ان حضرت کے محض میں شمشیر چلانیں گے۔

ذہبی نے قاسم مطرز سے نقل کیا ہے کہ رواجني سے پوچھا کہ یہ شمشیر و پرس کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے انھیں مہیا

ہے اور بڑی تعداد میں ان حضرت سے نقل کیا ہے۔ امام ہادی علیہ السلام سے بھی بہت سی حدیثیں نقل کیا ہے۔

(الامام جواد، ص ۲۸۱-۲۸۰ والا امام ہادی، ص ۳۲۵-۳۲۹) (از یحییٰ محمد کاظم قزوینی)

علی بن مہزیار کی ۳۳ جلدیں کتاب یادگار کے طور پر باقی میں بجا شی نے ان تمام کتابوں کے نام درج کئے ہیں۔ دو جلدیں حضرت مهدی علیہ السلام اور ان کے ظہور کی نشانیوں کے بارے میں لکھا ہے ایک کاتا نام ”القام“ ہے اور دوسری کاتا نام ”الملاحم“ ہے۔

(رجال بجا شی، ص ۲۵۳)

علی بن مہزیار نے ۲۲۶ھ تک زندہ تھے لیکن آپ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو نہیں دیکھا ہے۔

(رجال بجا شی، ص ۵۳۹)

۱۲۔ ابراہیم بن اسحاق احری:

امام حسن عسکری علیہ السلام کا دور پایا اور ایک کتاب ”کتاب الغیبیہ“ لکھا۔

(رجال بجا شی، ص ۱۹)

۱۳۔ ابوالحسن بن احمد صفار:

امام رضا علیہ السلام کے اصحاب میں تھے اور ایک کتاب ”دلائل خروج القائم“ تالیف کیا۔

(مجمع الرجال الحدیث، ج ۱۸، ص ۱۹۹ اور رجال بجا شی، ص ۱۹)

۱۴۔ ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم کوفی:

ابوالعباس دور عباسی کا ایک مشہور و معروف ادیب ہے اور اس زمانہ کے مشہور سُنّی علماء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ ۲۳۲ھ سے ۲۲۸ھ کے درمیان متولی عباسی کے مشوروں میں سے تھا۔

(تاریخ الخلفاء، ص ۳۴۶، ۳۴۷)

۳۔ الغیبیہ و مسائلہ

(فہرست شیخ طوسی، ص ۱۳۲)

۴۔ الفتنہ والمحیرۃ

(فہرست شیخ طوسی، ص ۱۳۲)

احتمالاً دوسرانام تیسرے یا چوتھے سے متعدد ہے۔
دور حاضر میں عبداللہ بن جعفر حمیری کی تحریروں میں جو باقی ہیں وہ درج ذیل میں ہیں:

۱۔ قرب الاسناد عن الامام الصادق علیہ السلام

۲۔ قرب الاسناد عن الامام الكاظم علیہ السلام

۳۔ قرب الاسناد عن الامام الرضا علیہ السلام

یہ تینوں کتاب ایک جلد میں ”قرب الاسناد“ کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔

بجا شی نے دو اور بھی قرب الاسناد کو حمیری کے نام بتایا ہے لیکن ہمارے زمانہ تک یہ نہیں پہنچتی ہیں اور وہ یہ میں:

۱۔ قرب الاسناد ای جعفر بن الرضا (امام جواد علیہ السلام)

۲۔ قرب الاسناد ای صاحب الامر علیہ السلام

(رجال بجا شی، ص ۲۲۰)

عبداللہ بن جعفر غائب صغیری کے اواسط تک زندہ رہے۔

۱۱۔ علی بن مہزیار اهوazi:

آپ امام رضا، امام جواد اور امام ہادی علیہ السلام کے صحابی تھے۔ عبد اللہ بن جذب کے انتقال کے بعد ان کی بگہ پر ائمہ علیہ السلام کے وکیل ہوئے۔

(رجال شیخ طوسی، ص ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۸۰، ۳۸۱ و ۳۸۲ اور رجال علامہ علی، ص ۹۲-۹۳)

امام جواد علیہ السلام سے آپ نے کثیر تعداد میں خط و کتابت کیا

۳۔ کتاب القائم

۴۔ الملام

۵۔ حذوا لعل بالفعل

۶۔ الغيبة من الحير والثانية

(رجال کشی، ص ۵۳۸)

یہ کچھ تعداد ائمہ علیہ السلام کے اصحاب کی تھی کہ جنہوں نے خورشید درخشاں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ان کی ولادت غیبت، ظہور و علامات ظہور پر مستقل تباہیں لکھیں ہیں۔

ان کتابوں کی خصوصی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ ان کی تالیف کا زمانہ تولد امام زمانہ علیہ السلام سے پہلے ہے، اور دوسرے یہ کہ ان کے مؤلفین نے ائمہ علیہ السلام کے زمانہ میں زندگی گزاری اور حقائق کو اس کے سرچشمہ سے بغیر کسی واسطہ یا بہت کمترین اور معتبر ترین واسطوں سے اخذ کیا ہے۔

ناقلین و راویان اخبار:

ان کتابوں کے تذکرہ کے بعد ناقلين و راویان اخبار کی نوبت آتی ہے۔ یہ ناقلين و راویان حدیث دنیا کے گوشہ و کنار میں بسنے والے محدثین کے پاس زحمت و محنت و مشقت کے سفر کے بعد پھوپختے اور ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے اور رسول خدا علیہ السلام کی حدیثوں کو سنتے اور دوسرے اسناد سے مقابلہ کرتے اور ان حدیثوں کے قوت و ضعف کو پرکھتے اور اپنی حدیث کی کتاب میں جمع کرتے تھے اور پھر بعد کے زمانہ میں محققین نے ان حدیثوں سے استفادہ کیا۔

ائمه پدی علیہ السلام کے اصحاب اور ان کی حدیثوں کو جمع کرنے والوں نے صدیوں سے ان حدیثوں کو ایک صدی سے دوسری

صیمرہ میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس نے ایک کتاب ”صاحب الزمان“ کے نام سے لکھا اور اس کی وفات ۲۵ میں ہوئی۔

(فہرست ابن ندیم، ص ۲۲۳)

ابوالعنیس نے حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے بیویں سال وفات پائی لیکن احتمال ہے کہ اس نے کتاب ”صاحب الزمان“ کو ان حضرت کی ولادت سے پہلے لکھا ہے۔

۱۵۔ فضل بن شاذان:

آپ کے بارے میں ملتا ہے کہ آپ نے چار اماموں، امام رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی اور امام حسن عسکری علیہم السلام کا دور پایا اور ان سے کسب فیض کیا اور سیکڑوں محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا اور ہر ایک کے خرمن علم سے خوشہ چیزی کی۔ آپ کے بارے میں بتایا جاتا ہے آپ نے ۱۸۰ تباہیں لکھی ہیں بعض نے ۱۲۰ اور ۱۶۰ بھی لکھا ہے۔ آپ کی بعض کتابوں کے بارے میں ملتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے صفحہ بہ صفحہ کتاب کو دیکھا اور فرمایا:

هذا صحيحٌ يَتَبَعُهُ آنْ يَعْمَلُ بِهِ
یہ کتاب صحیح ہے اور مناسب ہے کہ اس پر عمل ہو۔

(رجال کشی، ص ۵۳۸، بخار الانوار، ج ۵، ص ۳۰۰)

فضل بن شاذان کی زندگی اور ان کی تصنیفات پر ایک مستقل مضمون یا کتاب لکھنے کی ضرورت ہے لیکن اس مضمون میں ہم صرف امام زمانہ علیہ السلام سے مربوط کتابوں کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ اثبات الغيبة

۲۔ اثبات الرجعہ

صغریٰ یعنی ۳۲۹ھ تک لکھا ہے۔

۹۔ کتاب المسنـد۔ ابو علی موصیٰ متوفی ۴۷۴ھ
اس مضمون میں امام زمانہ علیہ السلام سے متعلق جن مستقل کتابوں
کا تذکرہ ہم نے کیا یہ بہت ہی مشہور کتابیں ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام
کی ولادت سے پہلے یا غیرہ صغریٰ کے دور میں لکھی گئی ہیں۔ ان
کے بارے میں ہم جانتے ہیں البتہ ہم بہت سی کتابوں کے بارے
میں نہیں جانتے اس لئے صرف ان کتابوں تک ہم محدود نہیں
ہیں۔ مزید تحقیق و تلاش کی ضرورت ہے۔ اس طرح ہم نے ناقلوں
اور راویان کا تذکرہ کیا، اس میں بھی ہم محدود نہیں رہ سکتے بلکہ مزید
تحقیق کی ضرورت ہے۔

اہم حوالے

مضمون کے خاتمہ پر یہ لکھنا ضروری ہے کہ ہم نے اس مضمون
کی تحریر میں کمال الدین و تمام النعمہ کے فارسی ترجمہ کے مقدمہ
سے استفادہ کیا ہے۔ یہ مقدمہ کتاب کے مترجم آیت اللہ محمد باقر کمرہ
ای نے تحریر فرمایا ہے۔ اور دوسری کتاب ”کتابانہ حضرت مهدی
علیہ السلام“ جسے جناب علی اکبر مہدی پور نے لکھا ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں
میں ہے اور پہلی مرتبہ رجب ۱۴۳۷ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اس
کتاب میں امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں لکھی جانے والی دو
ہزار سے زیادہ کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے کتاب کے مولف
جناب علی اکبر مہدی پور نے بمبینی کے حضرت جنت الاسلام آقا شیخ
احمد شعبانی سے رابطہ کیا تھا اور موصوف سے ہندوستان میں امام
زمانہ علیہ السلام سے متعلق لکھی جانے والی کتابوں کے سلسلہ میں
معلومات طلب کی تھی۔ اتفاق سے حاج آقا شعبانی مدظلہ العالی

صدی میں منتقل کیا یہاں تک کہ آج یہ سلسلہ جاری ہے۔

شیعہ محدثین کے علاوہ مکتب خلفاء سے تعلق رکھنے والے
محدثین نے بھی امام مہدی علیہ السلام سے متعلق روایتوں کو اپنے مجتمع
احادیث میں نقل کیا ہے۔ ہم یہاں قدیم ترین کتابوں کا نام اور ان
کے مصنف اور سال وفات کو نقل کرتے ہیں۔

۱۔ المصنف تالیف عبد الرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھجری

۲۔ سنن تالیف ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی متوفی

۳۔ سنن

تالیف ابی داؤد سلیمان بن الاشعث البختانی متوفی

۴۔ سنن

تالیف ابو عیسیٰ محمد بن علی بن سورۃ ترمذی متوفی

۵۔ صحیح

تالیف ابو عبد اللہ محمد ابن اسماعیل بنخاری متوفی

۶۔ صحیح

تالیف ابو الحکیم مسلم بن الحجاج القیشیری متوفی ۲۶۱ھ

۷۔ مسن کبیر تالیف ابو بکر بن احمد بن عمر اجری متوفی ۲۹۲ھ (شیر
رمدہ میں دفن ہیں)

۸۔ مجمع اوسط تالیف برانی سلیمان بن احمد۔ ولادت ۲۶۰ھ

میں ہوئی اور ۳۶۰ھ میں وفات پائی ظاہراً کچھ کتابیں غائب

۹۔ (صحیح بنخاری کا نام ہم نے اس لئے درج کیا ہے کہ بنخاری نے اشرط
الساعہ اور ملاحظ و افہن کے ابواب میں قیامت و علامات قیامت اور
دجال کے خروج کا تذکرہ کیا ہے جو علامات ظہور میں سے بھی ہیں۔
بنخاری نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ تفصیل
کے لئے رجوع بخشنے کتاب عقد الدرر فی اخبار المتنفس تالیف یوسف بن
یحیی الشافعی)

جناب سید غلام حسین رضوی کارروی (لاب ثراه) جو ایسوی ایشان آف امام مہدی کے قیام میں ایک اساسی چیزیت رکھتے ہیں۔ ان کے زیرِ نگرانی اس رقم الحروف نے اور بعض احباب نے کتابوں کا خلاصہ کیا اور اس ۷×۵ کے سائز کے ہرے کاغزوں پر نام کتاب، مولف، ناشر اور موضوع تحریر کیا موضوع میں بہت سی اختصار کے ساتھ کتاب کے عنوان و موضوع کو تحریر کیا گیا۔ جن لوگوں نے ۸۰۰ کی دہائی میں ایسوی ایشان کی کتابوں کی نمائش کو دیکھا ہے انھیں یاد ہوا کہ ہر کتاب کے سامنے یہ ”خلاصہ کتاب“ والا کاغذ رکھا ہوتا تھا اور کتابوں کی وضاحت کرنے والے اس سے استفادہ کرتے تھے۔ انھیں خلاصہ والے کاغزوں کی مدد سے ۳۹۰ کتابوں کی ایک فہرست رقم الحروف نے تیار کی تھی اور اس کی تیابت جناب اظہار احسن حیدری، کامٹی نے فرمائی۔

ان تفصیلات کے بعد یہ گزارش کرتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام سے متعلق ہر عصر میں لکھی جانے والی کتابوں سے آشنای کے لئے ”کتابنامہ حضرت امام مہدی علیہ السلام“ کی طرف ضرور رجوع کریں۔ اس میں عربی، فارسی، اردو، انگریزی، ہجراتی اور دیگر زبانوں کی کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔

خدا یا! دفاع امامت و تشیع کے لئے ہمیں تحقیق و نشر آل محمد علیہ السلام کی توفیق مرحمت فرماء۔

سر زمین ہند میں امام وقت علیہ السلام کے موضوع پر گہری فکرو نظری کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ اس کے منظور رقم الحروف نے جو کرو نیکل قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق حاصل کی ہے انشاء اللہ مجین قائم آل محمد اس کی مزید وضاحت و صراحت اور شرح و بسط پر قلمطراز ہوں گے۔ یقین کامل ہے کہ مولا غیب سے مدد فرمائیں گے۔

۳۹۰ نے رقم الحروف سے اس کا تنزکرہ کیا تو رقم الحروف نے کتابوں پر مشتمل ایک فہرست اُن کے حوالہ کیا جس کے بارے میں مصنف یوں رقم طراز یہیں:

”لیست کتابہای موجود از برخی از کتابخانہ ها در اختیار نگارنده بود کہ نگارش کتاب از آنها استفاده ی بردیم کہ از همه مهبت لیست کتابہای کتابخانه های بمبنی شامل ۳۹۰ عنوان، که توسط صدیق ارجمند حضرت حجت الاسلام والمسلمین آقای شعبانی تھیہ شدہ۔

اس کے ترجمہ سے پہلے یہ بتا دیں کہ جناب آقای علی اکبر مہدی پور کے دسترس میں اس فہرست کے علاوہ بھی کئی اور فہرست اور کتابخانہ تھے۔ ان تمام فہرستوں اور کتابخانوں کے مقابلہ میں انھوں نے بمبنی کی فہرست کو سب سے زیادہ اہم بتایا ہے۔ اب ترجمہ ملاحظہ ہو:

”موجودہ (بمبنی کی) فہرست کی کتابیں بہت سے کتابخانوں میں میرے اختیار میں تھیں اور اس کتابنامہ کی تحریروں سے استفادہ کیا لیکن ان تمام فہرستوں میں بمبنی کے کتابخانہ کی کتابیں جو ۳۹۰ کی تعداد میں تھیں جو کہ حضرت حجت الاسلام والمسلمین آقای شعبانی کے ذریعہ مہبیا ہوئی یہی سب سے زیادہ اہم ہے۔“

بمبنی کی اس فہرست کی حقیقت:

اس فہرست کو ایسوی ایشان آف امام مہدی علیہ السلام نے تیار کیا تھا۔ جب پہلی کتابوں کی نمائش بمبنی میں ہوئی تھی اس وقت مر جم

شیخ البانی اور عقیدہ حضرت مہدی علیہ السلام

میں عمر سلیمان الاشفار، خیر الدین والعلی او رحمن رحیم شیبانی کا نام سر فہرست ہے۔ بالآخر ۸۵ سال کی عمر میں، یعنی ۱۴۲۰ھ (۱۹۹۹ء) میں وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے۔

البانی کا ایک مضمون حول المهدی دمشق کے ایک رسالہ "التمدن الاسلامیہ"، ج ۲۲، ص ۶۳۶-۶۳۲ عربی زبان میں چھپا جسکا اردو ترجمہ ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

مہدی علیہ السلام کے بارے میں:

کچھ فاضل قارئین کرام نے اس رسالہ میں خلط و ارسال کئے ہیں۔ ان میں سے ایک خط میں تحریر تھا: "شمارہ ۸، ۹ اور ۱۰ اتنا ناصر الدین البانی کی گراں قد رجھنوں کا مطالعہ کیا جو ضعیف اور مجہول حدیثوں پر تھا اور جس میں ضمناً مہدی کے موضوع پر بحث کی گئی۔ اس سے پہلے میں اتنا درشید رضا کی تفسیر المنار (ص ۳۹۹ اور ۵۰۳) اور اتنا محمد عبد اللہ السماں کے نظریات جوانہوں نے اپنی کتاب "الاسلام المصفہ" میں پیش کئے تھے، کا معتقد تھا۔ لیکن اب مجھے یقین ہے کہ جو کچھ ان دونوں نے تحریر کیا ہے اتنا ناصر الدین البانی اس سے واقع ہے۔ لہذا میں اتنا (البانی) سے درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ ان دونوں نے لکھا ہے اسے دوبارہ پڑھیں اور مہدی کے موضوع پر ایک مضمون لکھیں کیوں کہ ان دونوں (علماء) کی باتیں اتنا البانی کے نظریات کے خلاف ہیں۔"

اس کے جواب میں میں کہتا ہوں: ہاں۔ میں رشید رضا اور اتنا السماں کے عقائد جوانہوں نے اپنی کتاب الاسلام المصفہ میں پیش کئے ہیں اُن سے واقع ہوں اور مجھے یقین کامل ہے ان

اس مضمون میں اہل حدیث /سفیوں کے نامور محدث، شیخ محمد ناصر الدین البانی نے اہل تسنن کی کتب ابویں میں وارد ہونے والی روایات کو معتبر اور صحیح ثابت کیا ہے اور اس ضمن میں مصر کے عالم رشید رضا کے کئے گئے والات کے جوابات پیش کئے ہے۔

(نوٹ: اس مضمون میں تمام نظریات شیخ البانی کے ہیں اور ضروری نہیں ہے کی یہ افکار یاد لائیں مذہب حقہ اہل بیت علیہم السلام کے موافق ہوں۔)

شیخ البانی کون ہیں؟

شیخ محمد ناصر الدین البانی ۱۴۲۳ھ (۱۹۱۲ء) میں البانی کے پایۂ تخت اشکودرہ (انگریزی= Shkoder) میں پیدا ہوئے۔ اشکودرہ کے مدرسہ میں بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ اپنے وطن لوٹ آئے۔ حکومت وقت کی وجہ سے شیخ ناصر الدین نے اپنے وطن کو الوداع کہا اور دمشق ہجرت کی۔ وہاں وہ علم الحدیث کی طرف مائل ہوئے اور دمشق کے مشہور کتب خانہ ظاہریہ سے کافی استفادہ کیا۔ تین سال مدیسنہ منورہ میں زندگی گزاری اور اُس مقدس سر زمین پر، "اختصار صحیح مسلم" کی تالیف کی۔ اُسکے بعد وہ مختلف ملکوں میں زندگی برداشت کرتے رہے جیسے شام، اردن، لبنان، امارات اور آخر کار عمان۔ یعنی اردن کے پایۂ تخت۔ میں سکونت اختیار کی۔ سال ۱۹۹۹ء، اُسے سعودی عربیہ کے بین الاقوامی انعام شاہ فیصل ایوارڈ سے نواز اگیا۔ البانی کی اکثر تالیفات اور تصنیفات اہل تسنن کی احادیث کے سرچشمتوں کی دفاع میں ہے یا ترویج میں، لہذا انہیں "محدث عصر" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ انکے شاگردوں

لَوْلَمْ يَبْقَى مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمَ لَطْوِلَ اللَّهُ
ذَالِكَ الْيَوْمَ حَتَّىٰ يَبْعَثُ فِيهِ رَجُلًا مِنْيِ - او
مِنْ أَهْلِ بَيْتِي - يَوْاطِي اسْمَهُ اسْمَيِ وَ اسْمَ
ابِيهِ اسْمَ ابِي يَمْلِأُ الْأَرْضَ قَسْطًا وَ عَدْلًا
كَمَا مَلَئَتْ ظُلْمًا وَ جُورًا

اگر دنیا کے خاتمہ کو صرف ایک روز پہچ گا اللہ اُس دن
کو اتنا طولانی بنا دے گا یہاں تک کہ ایک شخص جو مجھ
سے ہے۔ یامیرے اہل بیت علیہما السلام سے ہے۔ نہ بھجے؛
اس کا نام میر انعام ہو گا اور اسکے والد کا نام میرے والد کا نام
ہو گا۔ وہ دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے
گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔

اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین نے اپنی کتابوں میں^۱
درج کیا ہے: ابو داؤد (مسند ۲/۷۰)؛ ترمذی، احمد (ابن
حنبل)، طبرانی (اپنی دو کتابوں میں: مجمع الکبیر اور مجمع الصغیر)،
ابن القیم نے حلیۃ الاولیاء میں، خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں
اپنے طریقوں سے؛ ان سب نے زرین جیش نے جس نے مسعود
سے نقل کیا ہے۔

ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی
نے صحیح جانا ہے۔ اور مفہوم وہی ہے جو انہوں نے کہا ہے۔ ابن ماجہ
نے اپنی صحیح میں (۲/۱۵) دوسرے سند سے ابن مسعود سے نقل
کیا ہے اور وہ حسن ہے۔

دَوْمَمْ:

علیٰ ابی طالب علیہما السلام سے بھی مرفوعاً یہی الفاظ مردی یہیں کہ
جن میں دو طریقہ پائے جاتے ہیں: پہلا طریقہ ابو داؤد اور احمد

دونوں نے اس موضوع پر اشتباہ کیا ہے؛ بالخصوص استاد اسماعیل جو
اس موضوع پر بالکل لا بلد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دیگر
مسائل کا بھی انکار کیا ہے جو اس مسئلہ سے زیادہ قلیلی اور تلقینی ہیں جیسے
دجال کا خروج، عیسیٰ کا نزول اور قیامت کے دن شفاعت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم۔ (نوت: اہل حدیث اور دین بندی حضرات، جو شفاعت کے
منکر ہیں، متوجہ ہوں کہ انہی کے مسلک کے ان بزرگوار نے اس
مضمون میں شفاعت کے منکر کی مذمت کی ہے اور انہیں عسلم و
دانش سے فاقد کہا ہے)۔ ان تین موضوعات کے دلائل ثابت و مستحبک
ہیں کیوں کہ ان کے بارے میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان
 واضح دلیلوں کے بعد ہم دیکھتے ہیں کیوں کہ استاد اسماعیل نے ان
باتوں کا انکار کیا ہے، انہیں معاف نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان سے
پہلے، رشید رضا نے بھی ان موضوعات پر گفتگو کی ہے اور دجال اور
نزول عیسیٰ علیہما السلام کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جب کہ یہ مدشیں صحیح
اور متواتر ہیں۔ جیسا کہ علم الحدیث کے علماء اور ماہرین جیسے ابن حجر
عسقلانی اور دوسرے نے صراحت سے بیان کیا ہے۔ فی الحال
مضمون کے دامن میں گنجائش نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے اور
اگر خدا اپا ہے گا تو کسی اور وقت اس پر بات کریں گے۔

جہاں تک مہدی علیہما السلام کی بات ہے، تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ
آنکے متعلق بہت ساری صحیح احادیث موجود ہیں کہ جنکی اسناد کے
اکثر حصہ معتبر ہیں۔ اب ہم انکی چند مثالیں پیش کرتے ہیں اور اسکے
بعد ان لوگوں کے شہادات پیش کریں گے جنہوں نے ان حدیثوں پر
پیش کئے ہیں:

اَوْلَى

ابن مسعود کی حدیث مرفوع:

اپنی کتاب ”العبر و دیوان المبتدی والخبر“ میں لکھتا ہے، ”اس باب میں ان حدیثوں پر تکیہ کیا جاتا ہے کہ جنہیں علماء حدیث نے نقل کیا ہے۔ منکروں نے ان پر بحث کی ہے اور کچھ احادیث پر اعتراض کیا ہے۔ منکروں نے ان حدیثوں پر تقدیم کی ہے۔ ان تنقیدوں میں کچھ رجال اسناد کے بارے میں ہیں، کچھ کو غفلت کا مریض قرار دیا گیا ہے اور کچھ کو کمزور حافظ، بدیا ضعیف العقیدہ کہہ کر رد کیا گیا ہے۔ پھر ان احادیث کے صحیح ہونے پر تقدیم کی گئی ہے اور حدیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔“ ابن خلدون کے کلام کے آخر تک۔

صدیق حسن خان کہتے ہیں، ”یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ بات جو لائق طبیعت ہے اور جسے محدثین نے درست جانا ہے وہ یہ ہے کہ حدیثوں کے راوی اور رجال کے معتبر ہونے کے صرف دو معیار ہے اور تیسرا نہیں۔ ایک ضبط اور دوسرے صداقت۔ وہ جسے اہل اصول معتبر جانتے ہیں جیسے عدالت وغیرہ قابلِ توجہ ہیں اور ان دونوں کوہ عوامل کے علاوہ، حدیث کے ضعیف قرار دینے میں تیسرا کوئی عامل نہیں۔“

صدیق حسن مزید فرماتے ہیں، ”مہدی علیہ السلام کے متعلق کچھ حدیث صحیح اور کچھ ضعیف ہیں۔ لیکن عقیدہ مہدی ابتداء اسلام سے مسلمانوں کے درمیان مشہور اور مقبول ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے یقیناً اور بلال ریب آخری زمانے میں اہل بیت پیغمبر علیہ السلام میں سے ایک ایسا شخص ظاہر ہوا جو دین اسلام کی تاسیس اور عدل و انصاف کو آشنا کر کے گا۔ مسلمان اُس کی پیروی کریں گے اور وہ تمام ممالک پر مسلط ہو گا۔ اسکا نام مہدی ہو گا۔ اُسی کے ساتھ ساتھ دجال کا بھی خروج ہو گا اور پھر قیامت کی نشانیاں۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہوئیں ہیں۔ رونما ہوں گی۔ پھر حضرت علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے اور مہدی

(ابن حنبل) نے نقل کیا ہے جوکی سند صحیح ہے اور دوسرے طریقہ ابن ماجہ اور احمد (ابن حنبل) نے روایت کیا ہے جوکی اسناد حسن ہے۔

سوم:

ابوسعید خدری سے دو طریقوں سے روایت ہوئی ہے۔ طریقہ اول ترمذی، ابن ماجہ، حاکم (نیشا پوری) اور احمد (ابن حنبل) نے نقل کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن جانا ہے، حاکم نے اسے مسلم (حجاج) کے شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اسکی موافقت کی ہے، اور حق بھی وہی ہے جو ان لوگوں نے کہا ہے۔ دوسرے طریقہ کو ابو داؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے؛ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی سند کو حسن جانا ہے۔

چہارم:

اُم سلمہ سے منقول ہے کہ جوکے الفاظ اور شریح جو دو سویں مضمون کی اسیوں میں حدیث ”الاحادیث الضعیف“ کے ذیل میں بیان کیا ہے۔

اس حدیث کے دیگر طریقوں کو علماء نے اپنی مخصوص تقابلوں میں بیان کیا ہے۔ جو حضرات مزید اطلاع کے خواہاں ہیں انہیں چاہئے کہ اتنی طرف رجوع کریں (جیسا حافظ جلال الدین سیوطی کی ”العرف الوردي في اخبار المهدى“ اور صدیق حسن خان کی الاداعۃ لما كان وما يكون بين يدي الساعة وغيرها۔

صدیق حسن خان نے اپنی کتاب الاذاتۃ میں تحریر کیا ہے، ”مہدی کے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ۔ اخلاف روایات کے باوجود۔ اتنی زیادہ ہیں کہ تو اتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔ یہ روایتیں سنن، مسند اور مجمعہ کی کتابوں میں وارد ہوئی ہیں اور ابن خلدون نے انکے بارے میں بہت گفتگو کی ہے۔ وہ

مربوط روایات کو ایک ایک کر کے تجزیہ اور تخلیل نہیں کیا ہے بلکہ اس موضوع پر وارد ہونے والی تمام احادیث سے واقف بھی نہیں ہیں۔ اگر ان حضرات نے اس طرح کیا ہوتا تو اس نتیجے پر پہنچنے ہے کہ ان حدیثوں کے ذریعہ جدت تمام ہو چکی ہے یہاں تک کہ امورِ عینی پر بھی جو کچھ لوگوں کے نزدیک صرف احادیث متواتر کے ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

اس بات کی دلیل رشید رضا کی باتیں ہیں کہ جن کی نظر میں احادیث مہدی شیعہ راویوں سے خالی نہیں ہے!! لیکن یہ بات مطلقاً غلط اور نادرست ہے۔ ان احادیث کے سلسلہِ سند میں کہ جنہیں ہم اس بحث میں لیکر آئے ہیں۔ ایک بھی فرد کہ جسے شیعہ کہا جائے موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ، بفرض محال، اگر ہم اس دعوے کو تسلیم بھی کر لیں، پھر بھی اُنکے اسناد کے صحیح ہونے پر تنقید نہیں کی جا سکتی ہے کیوں کہ حدیث کے صحیح ہونے کا معیار اور مصادق صداقت اور ضبط ہے۔ عسلم الحدیث میں یہ بات مکمل وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ مذہب اور مسلمکی اختلاف حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم اور بخاری نے اپنی صحیحین میں بہت سے افراد۔ شیعہ اور غیر شیعہ اور مختلف فرقوں سے روایات نقل کی ہے اور خود ان دو بزرگوں نے اس طرح کی حدیثوں پر تکیہ کیا ہے۔

رشید رضا کا اس موضوع کی احادیث پر دوسراءعت راش ان کے تناقض کے متعلق ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی بے بنیاد ہے کیوں کہ تناقض کی شرط یہ ہے کہ دو یا اس سے زائد حدیثیں ثبوت کے اعتبار سے مساوی اور برابر ہونا چاہئے۔ لہذا، قوی اور ضعیف کے درمیان تناقض قرار دینا ایسا دعویٰ جسے کوئی بھی عاقل اور منصف انسان اُسے بول نہیں کرے گا۔ میں نے منکورہ مضمون میں متعدد مثالیں پیش

علیلیام کی قیادت میں نماز ادا کریں گے۔ اور دیگر واقعات پیش ہوں گے۔“

دجال اور حضرت عیسیٰ علیلیام کے بارے میں احادیث بھی حد تو اتر تک پہنچی ہیں اور انکے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جیسا کہ قاضی علامہ شوکانی اپنی کتاب التوضیح فی تو اتر ما جاءہ فی المنشق و الدجال و المیسیح میں لکھتے ہیں، ”مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث۔ جو ہم تک پہنچی ہیں۔ تقریباً اپنچا س (۵۰) میں جس میں صحیح، احسن اور ضعیف مخبر شامل ہیں۔ (ضعیف مخبر وہ حدیث ہوتی ہے کہ رجالِ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں لیکن دیگر قرآن اُسے تقویت عطا کرتے ہیں)۔ بغیر کسی شک و شبہ کے، یہ احادیث تو اتر کی حد تک ہیں۔ بلکہ علم اصول میں وارد ہونے والی تمام اصطلاحوں کی بنیاد پر، تو اتر کی صفت، ان حدیثوں کو بھی کہا گیا ہے جو اس سے حد درجہ کمزور ہیں۔ مہدی علیلیام سے متعلق اصحاب سے پہنچنے والی روایات بھی اتنی صریح اور زیادہ ہیں کہ انہیں مرفوع نہیں جانا جاسکتا ہے کیوں کہ اس طرح کی امور میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔“

شوکانی کے قول کے بعد، سید علامہ محمد ابن اسماعیل امیر یمانی کے نظریہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ انہوں نے مہدی کے بارے میں احادیث جمع کی ہیں کہ مہدی آل محمد علیلیام میں سے میں اور آخری زمانے میں خروج کریں گے۔ اور فرماتے ہیں، ”ان کے ظہور کا زمانہ ابھی معین نہیں ہے بلکہ صرف اتنا واضح ہے کہ آپ کا قیام دجال کے خروج سے قبل ہو گا۔“

احادیث مہدی علیلیام کے بارے میں شبہات

رشید رضا اور اُن کی طرح دوسرے افراد میں مہدی علیلیام سے

کرتے ہیں۔ یہ معتبر شیئن اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے متعدد مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں غلام احمد قادریانی - دجال ہند - ہے۔ جواب میں یہ کہوں گا کہ یہ اعتراض اس موضوع پر ضعیف ترین اعتراض ہے کہ جنکا بیان کرنا ہی جواب دے دیتا ہے کیوں کہ یہ بات مسلم ہے کہ امور حق میں لا تعداد ایسے امور ہیں کہ جنکا شرپندوں نے سوء استفادہ کیا ہے۔ مثلاً کچھ لوگ عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جب کہ درحقیقت وہ بالکل جبال اور بے سواد ہوتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک عاقل انسان، عسلم کے ان جھوٹے دعویداروں کی وجہ سے، علم کی فضیلت کا منکر ہو جائے؟ جھوٹے دعویدار تو الوہیت کے بھی ہوتے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا پر عقیدہ نہ رکھے؟ اس کی ایک اور مثال یہ ہے کہ کچھ مسلمانوں نے عقیدہ قضا و قدر سے جبر کا مفہوم اخذ کیا ہے۔ آنکہ عقیدہ یہ ہے شرآن پر مقدر کیا گیا ہے اور وہ اس کے ارتکاب پر مجبور ہیں اور انکے انجام دینے میں اُن کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بہت سے علماء بھی اس غلط عقیدہ کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن ہم علماء کے اُس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو نہ قضا و قدر کے عقیدہ کو رد کرتے ہیں اور نہ اُس سے مفہوم جبر متعلق اخذ کرتے ہیں۔ ہم اس غلط عقیدہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ آیا اس مسئلہ کا حل انکا عقیدہ قضا و قدر ہے جیسا کہ معززہ کے راہنماؤں نے ماضی میں کیا اور جسے انکے مانند والے آج انجام دے رہے ہیں؟ یا طریقہ یہ ہے کہ ہم کہیں کیوں کہ روایات صحیح میں عقیدہ قضا و قدر ثابت ہے ہم اُس کا اعتراض کرتے ہیں اس طرح سے کہ اُس سے مفہوم جبر نہ اخذ کریں؟ یقیناً صحیح راہ یہی ہے اور کوئی مسلمان بھی بھی اسکی مخالفت نہیں کرے گا۔

بالکل یہی روشن عقیدہ مہدی کے متعلق ہونا چاہئے کہ جنکے ذریعہ مسئلہ حل ہو۔ ہم صحیح احادیث پر ایمان رکھتے ہیں اور ضعیف حدیثوں سے

کی بیں جو چاہے اُس کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

کچھ لوگ ان احادیث کو دیکھ کر۔ اور نزول علیہ مصلحت کی حدیثوں کو بھی دیکھ کر۔ دوسرے اعتراض کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس طرح کی روایات اس بات کا سبب بنتی ہیں کہ لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ بیٹھ جائیں اور ظہور مہدی علیہ السلام اور نزول علیہ مصلحت کا بہانہ پیش کرتے ہوئے خود کوئی اقدام نہ کریں! نتیجہ، امت را حیات، قوت و قدرت اور کامیابی سے دست بردار ہو جائے گی!!

اس نظریہ کے حاملین نے اس مشکل کا حل احادیث مہدی اور علیہ مصلحت کے انکار میں پایا! لیکن یہ روشن صریحاً غلط ہے، بالکل اسی طرح جس طرح معززہ نے متناہی آیات اور روایات کی تاویل کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں، انہوں نے تنزیر کو ثابت کرنے کے لئے اور تشبیہ کو رد کرنے کی نیت سے آیات کی تاویل کی ہے اور احادیث کا انکار کیا ہے۔ لیکن اہل سنت آیات اور روایات کے ظاہر پر ایمان رکھتے ہیں اگرچہ اُس سے مفہوم تشبیہ یاد یگر مطالب جو ذات حق کو زیب نہیں دیتے ہیں، اغذیہ نہیں کرتے ہیں۔

مہدی علیہ مصلحت کے متعلق احادیث میں بھی یہی مسئلہ ہے۔ ان روایات میں ایک چھوٹا سا بھی اشارہ نہیں ہے کہ مہدی علیہ مصلحت کے ظہور سے پہلے مسلمان کوئی حرکت نہ کریں اور اپنی عربت اور وقار کے لئے کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ اگرچہ جاہل مسلمان ان احادیث کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ اسکا حل یہ ہے کہ یہ جاہل افراد عسلم حاصل کریں اور بھیجیں کہ اُن کی سمجھ غلط ہے، نہ یہ کہ ہم اُن کی غلط فہمی کی بنی پر صحیح حدیث کو رد کریں!

ایک اور اعتراض یہ ہے کہ کچھ جھوٹے دعویدار اور دجال عقیدہ مہدی سے سوء استفادہ کرتے ہیں، اپنے آپ کو مہدی نام سزد کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پیدا

کے لئے ہدایت ہے وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

(سورہ بقرہ (۲)، آیات ۱-۳)

عقیدہ مہدویت کا صرف وہی انکار کر سکتا ہے جو جاں ہو یا علم ہوتے ہوئے تکبر سے کام لے۔

ہم خداوند متعال سے دعا گویں کہ ہمیں اُس حالت میں موت دے کہ ہم عقیدہ مہدویت پر ایمان رکھتے ہوں اور وہ تمام باتیں جو قرآن اور سنت صحیح سے ثابت ہوئی ہیں۔

شیخ البانی اور عقیدہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زیر عنوان جو راقم الحروف نے بیان کیا ہے اس میں تمام نظریات اور عقائد بر مہدی علیہ السلام منجانب شیخ محمد ناصر الدین البانی کے ہیں۔ مزید وضاحت انشاء اللہ آگے چل کر بیان ہوں گے۔

یہ مدد و صرف غاشیین کے لئے ہے۔ باقی سب کے لئے دو بھر ہے۔ یہ ایک قلعہ کے مانند آیت ہے۔ اور ہر عبادت بے حب اہل بیت علیہ السلام بے سود ہے جب امام ایک حصہ ہے اقبال نے اول محمد یعنی محمد علیہ السلام کے لئے کہا تھا جو آج کے زمانہ کے محمد علیہ السلام (محمد) پر منطبق ہوتا ہے۔

کی مدد سے وفات نے تو ہم تیرے میں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے میں اے غائب میں رہ کر یتیموں کی، ہماری قوم کی یواؤں کی، زخمیوں کی، بیکوں، بیچاروں کی فریاد جوان کے ایمان، ان کی محبت کے ذریعہ آپ تک پہنچ رہی ہے انھیں اپنے دامن عطاوت میں لے لجئے۔ ہم شرمسار ہیں کہ محبت کا حق ادا کرنے میں کوتاہ دست ہیں لیکن ہماری آس صرف آپ علیہ السلام سے لگی ہے اور ہم بے آس و مدد گار نہیں ہیں آپ علیہ السلام کا وجود اقدس کائنات کو سنبھالے ہے اور آپ علیہ السلام میرے مدد گار ہیں۔

اجتناب کرتے ہیں۔ اس طرح ہم اُن پر عقیدہ رکھتے ہیں جنکو شریعت مقدسہ نے ثابت کیا ہے اور جنکا عقل سلیم نے اعتراف کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے ظہور کا عقیدہ ایک ثابت اور مستحکم عقیدہ ہے جو متواتر روایات کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوا ہے اور جس پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ کیوں کہ یہ اُن امور غیبی میں سے ہیں کہ جسے قرآن کریم میں متقدیں کی صفات میں شامل کیا گیا ہے۔ خداوند متعال فرماتا ہے:

اللَّهُ ۖ ذَلِكَ الْكِتَبُ لَا رَيْبٌ ۗ فِيهِ هُدَىٰ
لِلْمُتَّقِينَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ
الْمٖ وَهُنَّا كَبِيرٌ ۖ جَوَّقِينَ

..... صفحہ نمبر ۵ کا لفظیہ قارئین کرام یہی محبت کے پیام سلام ہیں۔ یہی گھبرا تے ہوئے دل کو سہارا دینے کا نام ہے۔ مومن جب حالات حاضرہ کی خشیات، برہنگی، خمر و میسر میں لوگوں کے بھوم کو دیکھتا ہے تو گھبڑا تا ہے۔ کس راستے سے اپنے امام علیہ السلام کے قریب جائے۔ کیسے اپنے جو ہر محبت کو آلو گی سے بچائے۔ وہ دہشت گردوں کے شکار، یتیموں کی ترپ، بیواؤں کے مر جھائے پھرے، زخمیوں کی آہ، بے بسوں کا گریہ غرض خون کی بارش کو دیکھ کر دہشت زده ہو کر اپنے امام علیہ السلام سے محبت کو استوار رکھنے کے لئے خدا سے مدد مانگتا ہے۔ خدا یا ہمیں بچائے ہماری پاسبانی فرم۔ جواب میں خدا فرماتا ہے۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوةِ وَإِمَّهَا
لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَشِعِينَ ۚ

(سورہ بقرہ (۲)، آیت ۲۵)

صبر (روزہ) اور نماز سے مدد لو یہ تمہارے پاسبان ہیں۔

فیصلہ اور قضاوت میں امام زمانہ علیہ السلام کی سیرت

وسائل سے آرستہ ہو جو مجرموں پر کڑی نگاہ رکھ سکے اور کوئی ظالم اس کے ششنجہ سے بکل نہ سکے اور نہ ہی کوئی ستمگر عدالت کے کمھرے سے باہر ہو، یہ بھی ایک اہم سبب ہے جو ظلم و فساد کے گراف کو کم کر دے گا۔
اگر یہ تینوں چیزوں میں ایک ساتھ مل جائیں تو ان کا اثر بہت زیادہ ہو گا۔

امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت سے متعلق تمام حدیثوں میں غور و خوض سے پتہ چلتا ہے کہ امام علیہ السلام ان تینوں چیزوں سے انقلاب کے زمانے میں فائدہ اٹھائیں گے جس سے یہ مشہور مثل صادق آئے گی کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیئیں گے۔

یقیناً جنگلی درندے اپنی حقیقت اور فطرت نہیں بد لیں گے اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے بلکہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا باہر نہیں بکل جائیں گی بلکہ یہ جملہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں عدالت و انصاف کا بول بالا ہو گا اور انسانوں کی شکل میں جو خونخوار بھیڑیے رہتے ہیں جو ظالم حکمرانوں کی سر پرستی میں، صدیوں سے کمزور اور لاچار لوگوں کے خون چوتے آئے ہیں انھیں اپنے آپ کو بدلنا ہو گا۔

۲۔ امام زمانہ علیہ السلام کا فیصلہ کرنے کا طریقہ اور عدالتی نظام کو صرف روایات کے آئینہ میں سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ عقل کی اس حکومت میں رسائی نہیں ہے تاکہ عقلی تجزیہ سے ہم اس حقیقت کو سمجھ جائیں۔ اس بناء پر اس مضمون میں پہلے ہم متعلق روایتوں کا (جس حد تک ہماری رسائی میں ہے) ذکر کریں

ابتدائیہ

عدالت و انصاف کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ جرائم، ظلم و فساد و مسرول کے حقوق پر تجاوز، تباہی و بر بادی کے اسباب و عمل کو تلاش کریں تاکہ ان کی جڑیں کاٹ دینے سے کسی حد تک جرائم، ظلم و فساد میں کمی آسکے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ عالمی عدالت کے لئے ایک زاویہ سے ایمان و اخلاق کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور دوسرے زاویہ سے ایک طاقتورو عادل قاضی و رہبر کو حکومت کے اختیارات دئے جائیں۔

جرائم اور تباہی و فساد اور معاشرتی خرابیوں کی تہوں میں جھانک کرہم اس کی روک تھام کے اقدام کر سکتے ہیں مثلاً

(۱) معاشرہ میں عدالت اجتماعی کا قیام، دولت و ثروت کی مساوی تقسیم، بہت سی اجتماعی خرابیوں کو معاشرہ سے اکھاڑ پھیلھتی ہے، طرح طرح کی بے ایمانی، خیانت اور ظلم و فساد جو زیادہ کمائی کی لائچ سے پیدا ہوتی ہے، خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اور یہی و خرابیاں میں جو عام طور سے کسی بھی معاشرہ میں پائی جاتی ہیں، یہ خرابیاں جو اصل اور بنیادی خرابی کے عنوان سے پائی جاتی ہیں اور ان کی جو ختم کرنے سے ان کی شاخیں اور پتے خود خنود سوکھ جائیں گے۔

(۲) معاشرہ میں ظلم و فساد پھیلنے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ آج کا معاشرہ نہ صرف عام وسائل ارتباٹی کو صحیح تعلیم کے لئے استعمال نہیں کرتا بلکہ ان کا زیادہ سے زیادہ استعمال سب سے خراب اور بیرے استعمال کے مقصد کے لئے ہوتا ہے۔

(۳) ایک ایسی عدیم جوآگاہ و تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے

جب سارے کام صاحب ولایت کے ہاتھوں میں پھونچیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین کے ہر نچلے حصہ کو بلند کر دے گا اور ہر بلند منطقہ کو پست کر دے گا اس طرح کہ پوری دنیا ان کے سامنے ہاتھ کے ہتھیلی کی طرح ہو جاتے گی، تم میں سے کوئی ہے جس کی ہتھیلی میں بال ہو اُس کو دیکھنا سکے۔

۳۔ امام صادق اور امام کاظم علیہما السلام نے فرمایا:

**لَوْ قَدْ قَامَ الْقَائِمُ حَكْمَ بِشَلَاثٍ لَمْ يَجُكُّمْ
إِهَا أَحَدٌ قَبْلَهُ يَقْتُلُ الشَّيْخَ الزَّانِي وَيَقْتُلُ
مَانِعَ الزَّكَاكِةِ وَيُؤْزِّثُ الْأَخَاهُ فِي الْأَطْلَةِ**

(بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۰۹)

جب قائم علیہما السلام قیام کریں گے تین قسم کا فیصلہ کریں گے جو ان سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو (اور وہ یہ میں) زنا کرنے والے ضعیف شخص کو قتل کریں گے۔ زکات دینے سے منع کرنے والے کو قتل کریں گے۔ اور اس بھائی کو میراث دیں گے جو عالم ذری میں بھائی رہا ہو گا نہ کہ صرف صلبی بھائی کو میراث دیں گے۔

۴۔ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ امام زمانہ علیہما السلام قاتلان امام حسین علیہما السلام کی ذریت اور خاندانوں کو اپنے آباء و اجداد کے کام سے راضی رہنے کی بنا پر قتل کریں گے امام صادق علیہما السلام فرماتے ہیں:

**إِذَا خَرَجَ الْقَائِمُ قَتَلَ ذَرَارِيَّ قَتْلَةَ
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِفِعَالٍ آبَاءِهَا**

(بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۱۳)

۵۔ اباں کہتے ہیں میں میں نے امام صادق علیہما السلام کو کہتے ہوئے سنایا:

لَا يَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِّنْ

گے اور پھر باریک بیٹی سے اس کا حباؤہ لے کر امام علیہما السلام کے عدالتی نظام کو کسی حد تک جانے کی کوشش کریں گے۔

روایتیں:

امام زمانہ علیہما السلام کے عدالتی نظام اور قضاوت کرنے کے طریقہ کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں، ہم ان میں سے چند کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۱) امام صادق علیہما السلام نے فرمایا:

**إِذَا قَامَ الْقَائِمُ حَكْمٌ بِالْعُدْلِ وَ ارْتَفَعَ فِي
آيَاتِهِ الْجُوْرُ وَ أَمْنَثَ بِهِ السُّبْلُ وَ أَخْرَجَتِ
الْأَرْضُ بِرَكَاتِهَا وَرَدَّ كُلَّ حَقٍّ إِلَى أَهْلِهِ وَ حَكْمٌ
بَيْنَ النَّاسِ بِحُكْمٍ دَاؤِدٍ وَ حُكْمٍ هُمَدٍ...**

(بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۸)

جب حضرت قائم علیہما السلام ظہور فرمائیں گے تو عدل و انصاف کی بنیاد پر فیصلہ کر سکے اُن کے زمانے میں قلم و جو ختم ہو جائیگا راستے پر امن ہو جائیگے اور زمین ساری برکتیں ظاہر کر دے گی اور ہر شخص کو اس کا حق مل جائے گا اور لوگوں کے درمیان (امام) جانب داؤد علیہما السلام اور رسول اللہ علیہ السلام کی طرح فیصلہ کریں گے۔

۶۔ امام صادق علیہما السلام نے فرمایا:

**إِنَّهُ إِذَا تَنَاهَىتِ الْأُمُورُ إِلَى صَاحِبِ هَذَا
الْأَمْرِ رَفَعَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَهُ كُلَّ
مُنْخَفِضٍ مِنَ الْأَرْضِ وَ خَفَضَ لَهُ كُلَّ مُرْتَفِعٍ
حَتَّى تَكُونَ الدُّنْيَا عِنْدَهُ بِمَنْزِلَةِ رَاحِتِهِ
فَأَيْكُمْ لَوْ كَانَتِ فِي رَاحِتِهِ شَعْرًا لَمْ يُبَصِّرْهُ**

(كمال الدین، ج ۲، ص ۶۸۳)

سماء عطا کرے گا۔ پس کافر کے خلاف فیصلہ کریں گے پس اس کی پیشانی کے بال کو پکڑے لیں گے اور اس کے پیروں میں چپک جائیں گے اور تواریخی طرف اسے کھینچ کر لے جائیں گے اور تواریخی کے درمیان ہو گی۔

۷۔ ایک حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
 إِنَّ قَاتِلَتَنَا إِذَا قَامَ مَدَّ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِشَيْعَتِنَا فِي آسْمَاءِ عِهْمٍ وَ أَبْصَارِهِمْ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقَائِمِ بِرِيدٍ يُكَلِّمُهُمْ فَيَسْمَعُونَ وَ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَ هُوَ فِي مَكَانٍ

(الکافی، ج ۸، ص ۲۲۱)

جب ہمارا قائم علیہ السلام ظہور کرے گا اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے آنکھ اور کان کو مضبوط کر دے گا یہاں تک کے ان کے اور ہمارے قائم کے درمیان پیغام پہنچانے والے کی ضرورت نہیں ہو گی امام علیہ السلام ان سے لٹکو کریں گے اور وہ ان کی گفتگو نہیں کرے اور انہیں دیکھیں گے جب کہ وہ اپنی جگہ پر ہوں گے اور وہ لوگ دنیا کے دوسرے گوشے میں ہو گئے۔

یعنی آواز اور تصویر پہنچانے کا ذریعہ بہت آسان اور تمام امام کے پیروکاروں کے اختیار میں ہو گا۔ اس طرح کہ امام کی حکومت کے زمانے میں پوست فنول چیزیں سمجھی جائے گی۔ اس بات کے منظراً تمام پروگرام آنکھوں سے دیکھا اور سنایا سکے گا۔ ایسی صورت میں کوئی چیز حاکم وقت سے پوشیدہ نہیں رہے گی اگرچہ دوسرے کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ امام عام فطری طریقہ سے (علم سے ہٹ کر) تمام چیزوں کو جانتا ہے اور جناب اور داؤد اور سیلمان کی طرف فیصلہ کریں گے۔

يَحْكُمُ بِحُكْمَةَ آلِ دَاؤَدَ لَا يَسْأَلُ عَنْ بَيِّنَةٍ
 يُعْطِي نُكْلَّ نَفْسٍ حُكْمَهَا

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۲۰)

دنیا س وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک ہم میں سے ایک شخص ظہور نہ کرے اور وہ اپنی حکومت میں آل داؤد کی طرح فیصلہ نہ کرے وہ کسی سے دلیل اور گواہ طلب نہیں کرے گا بلکہ ہر شخص کے لئے واقعی فیصلہ کرے گا۔

۶۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

إِذَا قَامَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَقُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خُلْقِ الرَّحْمَنِ إِلَّا عَرَفَهُ صَاحِحٌ هُوَ أَمْ طَاغٍ أَلَا وَ فِيهِ آيَةٌ لِلْمُتَوَسِّمِينَ (وَ هِيَ السَّبِيلُ الْمُقِيمُ)

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۲۵)

جب بھی قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو مخلوقات غدا میں سے کوئی ایک بھی امام کے سامنے کھڑا نہیں ہو گا سوائے اس کے کہ امام علیہ السلام اس کو بیچاں جائیں گے کہ یہ اچھا انسان ہے یا خراب۔ جانلوان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی

لِلْمُتَوَسِّمِينَ وَ هِيَ السَّبِيلُ الْمُقِيمُ
 ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے:

لَوْ قَامَ قَاتِلَتَنَا أَعْطَاهُ اللَّهُ السِّيمَاءَ فَيَأْمُرُ بِالْكَافِرِ فَيُؤْخُذُ بِنَوَاصِبِهِمْ وَ أَقْدَامِهِمْ ثُمَّ يَنْجِيْطُ بِالسَّيْفِ خَبْطًا

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۲۱)

جب ہمارا قائم علیہ السلام ظہور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اخیں علم

فِيهِ فَانْظُرْ إِلَىٰ كَفِكَ وَ اعْمَلْ بِمَا فِيهَا

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۶۵)

جب ہمارا قائم ظہور کریکا تو دنیا کے ہر گوشہ میں ایک نماستہ یہ کہہ کر بھیجے گا کہ جب تمہیں کوئی دشواری ہو تو اپنی ہتھیلی میں دیکھنا اور جو کچھ اس میں ہوا سی کے مطابق عمل کرنا۔

۱۱۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ثُمَّ يَرْجُحُ إِلَى الْكُوفَةَ فَيَبْعَثُ الشَّلَاثِمَائِةَ وَ الْبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا إِلَى الْأَفَاقِ كُلُّهَا فَيَمْسُحُ بَيْنَ أَكْتَافِهِمْ وَ عَلَى صُدُورِهِمْ فَلَا يَتَعَايُونَ فِي قَضَاءٍ...

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۲۵)

پس جب امام زمان علیہ السلام کو فساد و اپس آئیں گے اور وہاں قیام کریں گے تو تین سو دس افسر اور سے زیادہ لوگوں کو دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلیں گے اور انھیں بھجتے وقت ان کے کاندھے اور سینہ پر اپنے مبارک ہاتھوں کو سمح کریں گے۔

پس وہ لوگ کسی حکم اور فیصلہ میں ناتوان نہیں رہیں گے بلکہ ہر مشکل چیز میں ان کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔

۱۲۔ امام باقر علیہ السلام ایک حدیث میں کہتے ہیں:

فَإِنَّمَا سُمِّيَ الْمَهْدِيُّ لِأَنَّهُ يُهْدِي لِأَمْرٍ خَفِيٍّ يَسْتَخْرِجُ التَّوْرَةَ وَ سَائِرَ كُتُبِ اللَّهِ مِنْ غَارٍ يَأْنْطا كِيَّةً فَيَحُكُمُ بَيْنَ أَهْلِ التَّوْرَةِ بِالْتَّوْرَةِ وَ بَيْنَ أَهْلِ الْإِنجِيلِ بِالْإِنجِيلِ وَ بَيْنَ أَهْلِ الزَّبُورِ بِالْزَبُورِ وَ بَيْنَ أَهْلِ الْفُرْقَانِ بِالْفُرْقَانِ...

۸۔ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

إِذَا قَامَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ حَكْمَ بَيْنِ النَّاسِ إِنْجُمَ دَاؤْدَ لَا يَخْتَاجُ إِلَى بَيْنَةٍ يُلْهِمُهُ اللَّهُ تَعَالَى فَيَحُكُمُ بِعِلْمِهِ وَ يُخْبِرُ كُلَّ قَوْمٍ بِمَا اسْتَبْطَنُوا الْخَبَرُ

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۹)

جب ہمارا قائم علیہ السلام ظہور کرے گا تو لوگوں کے درمیان داؤد علیہ السلام کی طرح فیصلہ کرے گا اور فیصلہ کرنے میں دلیل و گواہ کی ضرورت نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ انھیں الہام کرے گا پس وہ اپنے علم سے فیصلہ کریں گے۔ ہر قوم جو پھیلی ہوگی اس کو آشکار کریں گے اپنے دوست اور شمن کو علمتوں سے بیچان لیں گے یہی اس آیت کی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَتِمُ لِلْمُتَوَسِّمِينَ

(سورہ بجر (۱۵)، آیت ۷۵)

۹۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَقُومُ الْقَائِمُ بِأَمْرٍ جَدِيدٍ وَ كِتَابٍ جَدِيدٍ وَ قَضَاءٍ جَدِيدٍ

(بخار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۵۳)

امام قائم علیہ السلام ایک تازہ حکم اور تازہ کتاب اور تازہ فیصلہ کے ساتھ ظہور کریں گے۔

۱۰۔ امام صادق علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا:

إِذَا قَامَ الْقَائِمُ بَعَثَ فِي أَقَالِيمِ الْأَرْضِ فِي كُلِّ إِقْلِيمٍ رَجُلًا يَقُولُ عَهْدُكَ فِي كَفَكَ فَإِذَا وَرَدَ عَلَيْكَ مَا لَا تَفْهَمُهُ وَ لَا تَعْرِفُ الْقَضَاءَ

بات کی تھی کہ لوگوں کی کچھ اس طرح تربیت کریں کہ لوگ خود
عدل و انصاف اپنے درمیان قائم کریں۔
صرف اور صرف امام مہدی علیہ السلام یہ جو مکمل طور سے کماحت
عدالت کو قائم کریں گے اور صرف امام مہدی علیہ السلام کے لئے ہی یہ
جملہ حدیثوں میں ملتا ہے۔ ”يَعْلَمُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا“
اس سے پہلے کی حدیث میں بھی بہت واضح لفظوں میں اس بات کی
وضاحت کی گئی ہے۔

عدل و انصاف کا امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے زمانے
میں ہونا صرف اجتماعی اور معاشرتی حدود تک ہی محدود نہیں ہو گا
 بلکہ قانون عدالت زندگی کے ہر شعبہ میں حیرت انگیز طریقہ سے
 موجود ہو گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام آئیں گے^۱
 تو نہ صرف انسانوں اور آبادیوں میں، بلکہ روئے زمین کو عدل اور
 انصاف سے بھر دیں گے یہاں تک کہ چشمہ کا ایک قدرہ پانی بھی
 بر باد نہیں ہو گا اور نہ ہی کسی درخت کا پھل، فلم اور اسراف کی بنا پر
 درخت سے نہیں لیا جائے گا بلکہ ان کے زمانے میں ہر جگہ عدل و
 انصاف کا پرچم بلند ہو گا۔ زمین کا کوئی خطہ عدل و انصاف سے خالی
 نہیں ہو گا اور گرمی اور سردی کی طرح ہر گھر میں ہو گا یعنی جس طرح
 گرمی اور سردی ہر گھر میں خود بخود آجائی ہے اور پوری فضا پر حاوی
 ہو جاتی ہے اور ہر چیز پر اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح امام زمانہ کا
 عدل و انصاف بھی۔

کہا جاتا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کے پہلے دور میں
 مکہ سے حکومت کے ذمہ داران اعلان کروائیں گے۔ ہر شخص اپنی
 واجب نماز جھرا سود کے کنارے اور طواف کی جگہ پڑھ چکا ہے اور
 نافہ پڑھنا چاہتا ہے وہ کنارے چلا جائے اور جو نماز واجب پڑھنا
 چاہتا ہے وہ آگے آ کر پڑھ لے تاکہ کسی کا حق ضائع نہ ہونے پائے۔

(بخار الانوار، ج ۱۵، ص ۲۹)

مہدی علیہ السلام کا نام مہدی اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ اللہ
 تعالیٰ نے انہیں خفیہ باطل سے آگاہ کیا ہے اور من
 جملہ ان چیزوں میں توریت اور دوسری آسمانی کتابوں
 کو انطاکیہ کے ایک غار سے باہر نکالیں گے اور توریت
 کے مانندے والوں کو توریت اور انجلیل کے مانندے والوں
 انجلیل اور زبور کے مانندے والوں کو زبور اور قرآن کے
 مانندے والوں کو قرآن سے فیصلہ سنائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:
أَمَّا وَ اللَّهُ لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْهِمْ عَدْلُهُ جَوْفَ
بُيُوتِهِمْ كَمَا يَدْخُلُ الْحَرْثُ وَ الْقَرْ

(بخار الانوار، ج ۱۵، ص ۳۶۲)

آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم (امام مہدی) عدل و انصاف
 گھروں میں داخل کر دیں گے جس طرح گرمی اور
 سردی گھروں میں داخل ہوتی ہے۔ (یعنی عدل و
 انصاف) کا ہر جگہ بول بالا ہو گا۔

تجزیہ:

روایتوں کے مطابعہ سے مندرجہ ذیل باتیں سمجھیں آتی ہیں
 ۱۔ عدالت ایک اہم قانون، اور اسلامی تعلیمات میں سے ایک
 اہم تعلیم ہے اور عظیم مقصد میں سے ایک مقصد ہے۔ ایک
 ایسی تعلیم ہے بہت واضح لفظوں میں قرآن اور سنت نے
 اپنے مانندے والوں تمام لوگوں کو زندگی کے مختلف شعبوں
 میں جاری اور اپنانے کی تاکید کی ہے۔ تمام انبیاء کرام کو
 آسمانی پیغام کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کے درمیان
 عدل و انصاف قائم کرنا تھا اور انبیاء کی ساری کوششیں اس

گی۔ زمین کا نشیب و فراز زمین کی مخلوقات کو دیکھنے میں حائل نہیں ہو گا۔
۲۔ امام علیہ السلام صرف لوگوں کا چہرہ دیکھ کر یہ جان لیں گے کہ مجرم ہے یا نہیں ہے۔ اچھا ہے یا خراب ہے، دوست ہے یا دشمن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں چہرہ پہچاننے کا علم عطا کرے گا۔ یہ بات واضح اور روشن ہے کہ امام اپنی ایک نگاہ سے اس کو پہچان لیں گے اور امام کو قضاوت کے لئے دلیل اور گواہ کی ضرورت نہیں ہو گی۔

۳۔ امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت کے زمانے میں تمام چیزیں امام کے شیعوں کے لئے واضح اور روشن ہو گی امام کی بات ہی چھوڑ دیجئے اسی دلیل کی بناء پر امام علیہ السلام کی طرف سے معین کرنے جانے والے قاضی بھی اپنے علم سے فیصلہ کریں گے۔

۴۔ من جملہ امام کے فیضوں میں سے امام کا حدیث باری کرنے کا فیصلہ ہے ان مردوں کے اوپر جن پر انکی حیات میں حدیح لیکن جاری نہیں کی گئی تھی اور چھٹی حدیث اس بات کی دلیل ہے۔

۵۔ امام زمانہ علیہ السلام اپنی حکومت تمام صوبوں، شہروں اور ضلع کے لئے حاکم اور قاضی معین کریں گے اور منصوب کرتے وقت دست شفقت ان کے کاندھے اور سینہ پر رکھیں گے اور فرمائیں گے جب کسی بات میں فیصلہ نہ کر سوکیا کوئی مشکل پیش آئے تو اپنی ہتھیں کو دیکھنا۔ کیونکہ فیصلہ کے لئے جس چیز کی تھیں ضرورت ہو گی وہ سب اس میں پہلے سے ہو گی۔ اس دلیل کی بنیاد پر امام کی طرف سے منصوب قاضی کو کسی چیز میں مشکل نہیں آئے گی اور اکثر مسائل کو جانتا ہو گا۔ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں گے البتہ گواہوں اور منکرین کی قسم جو اسلامی طریقہ بھی ہے اس سے بھی فائدہ اٹھائیں گے لیکن جس جگہ یہ طریقہ فائدہ مند نہیں ہو گا وہاں اپنی ہتھیں کو

یعنی اس حد تک لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا اس بنا پر ان کی حکومت میں سوئی کی نوک کے برا بھی کسی پر قلم و ستم نہیں ہو گا اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے گا۔

۶۔ حدیث کے مطابق امام زمانہ علیہ السلام جناب داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی طرح فیصلہ کریں گے (یعنی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ دعویٰ کرنے والے سے اور انکار کرنے والے سے کسی قسم کی گواہی یا بیان کا مطالبہ نہیں کریں گے) اور اسی طرح سے پیغمبر اکرم ﷺ کی طرح بھی فیصلہ کریں گے یعنی دلیل شاہد ہونے کی بنیاد پر قضاوت کریں گے یعنی امام علیہ السلام دلوں روشن اور طریقہ سے فیصلہ سنائیں گے۔

۷۔ حدیث کے مطابق زمانہ میں علم اور یقیناً لو جی، فن اور صنعت کا طریقہ اتنا مکمل ہو گا کہ بہت کم مجرم جرم کی نشانیاں چھپانے میں کامیاب ہوں گے۔ چونکہ امام کی حکومت میں شدید تگھربانی ہو گی اس لئے مجرم اپنے نگر میں بھی محفوظ نہیں ہو گا کیونکہ پیشہ فتو وسائل سے کنڑوں کرنا ممکن ہو گا یا ان تک کمکن ہے کہ ان کی آواز کے تارکو پشت دیوار سے کنڑوں کیجا سکے۔

یہ خوب بھی ایک بڑا اشارہ ہے کہ فساد سے مقابلہ کرنے کے لئے امام کی حکومت کا ہاتھ بہت لمبا ہو گا اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تمام واقعات میں ضروری نہیں ہے کہ امام اپنے علم غائب کو استعمال کریں بلکہ بہت سے حادثات میں امام کا فیصلہ اس علم کی بنیاد پر ہو گا جو اس زمانے میں عام طور سے پایا جاتا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ اس طرح کے وسیع علم کے بغیر ساری دنیا میں ایک عالمی حکومت بنانا اور امن و امان اور عدالت قائم کرنا جو ہر لحاظ سے پائیدار اور مکمل ہو بہت دور نہیں ہو گا، جیسا کہ تیسرا حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

اس ترقی یافتہ نظام سے دنیا انسان کی ہتھیں کی طرح ہو جائے

- مرتد فطری پر حد جاری کریں گے اور اس کو قتل کریں گے۔
- ۱۱۔ امام عصر عالیٰ اسلام قاتلین امام حسین علیہ السلام کی نسلوں سے انتقام لیں گے اور جب امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیونکر باپ و دادا کے جرم کی بناء پر ان کے بچوں کو قتل کریں گے۔ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا، چونکہ وہ لوگ اپنے باپ اور دادا کے افعال پر راضی اور خوش میں اور بخشش کی قوم کے فعل سے راضی ہوان کے اوپر ان کا حکم جاری ہوا گا البتہ یہ چیز بھی امام عصر عالیٰ اسلام سے مخصوص ہے ورنہ آج دوسرے کے ہر کام پر راضی رہتے اس شخص پر حد جاری نہیں کیا جاسکتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اللہ اس امام برحق کا ظہور ہماری زندگی میں مقرر کر دے اور ہمیں ان کے اعوان و انصار میں شمار کرے اور ہمارے اعمال کو امام کی پسند کے مطالب قرار دے اور ان کے ظہور پر نور میں تحلیل عطا کر دے۔ آمین!

معرفت عطا نہیں کی تو میں تیرے رسول کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ خدا یا تو خود اپنے رسول کی معرفت مجھے عطا فرمائے گر تو نے اپنے رسول کی معرفت عطا نہیں کی تو میں تیری جدت کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا خدا یا اپنی جدت کی معرفت عطا فرمائے گر تو نے اپنی جدت کی معرفت عطا نہیں کی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔

خدا اس دور آخر الزمان میں ہم سب کو امام زمانہ عالیٰ اسلام کی زیادہ سے زیادہ معرفت عطا فرمائے۔ معرفت کی راہ کی رکاوٹوں کو دور کرنے اور اس باب معرفت کو حاصل کرنے کی بہترین توفیقات کرامت فرمائے۔ آمین

الحمد لله رب العالمين

دیکھیں گے اور مسلمہ حل ہو جائے گا۔

(حدیث ۱۵، ۱۶)

- ۸۔ امام زمانہ عالیٰ اسلام ہر قوم و قبیلہ کے لوگوں کے درمیان انہیں کی کتاب و قانون کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ یہودیوں کو توریت کے مطابق، عیسائی کو انجلیل کے مطابق، اور زبور کو زبور سے اور مسلمانوں کے درمیان قرآن سے فیصلہ کریں گے۔
- ۹۔ چونکہ امام عالیٰ اسلام کے فیصلہ اور قضاوت کرنے کا طریقہ دنیا کے حکام سے الگ ہے۔ امام عالیٰ اسلام نئی کتاب اور جدید قسم کا فیصلہ کریں گے۔
- ۱۰۔ امام عالیٰ اسلام زکاۃ کا انکار کرنے اور ادا نہ کرنے والوں کو قتل کریں گے، چونکہ زکات ضروریات مذہب میں سے ہے اگر کوئی انکار یا دادا کرنے سے منع کرے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور مرتد فطری کا حکم قتل ہے، اگرچہ ظہور سے پہلے اس طرح کی حد جاری نہیں ہو گی لیکن امام عالیٰ اسلام اپنے ظہور کے زمانے میں

صفحہ نمبر ۱۲ را باقیہ

کو نور ایمان سے ملا مال کر دے، میری فنکر کو نیت کے نور سے، میرے عدم واردہ کو علم کے نور سے، میری ملاقت وقت و وقت کو عمل کے نور سے، میری زبان کو صداقت کے نور سے، میرے دین کو اپنی بارگاہ سے بصیرت کے نور سے، میری آنکھوں کو بینائی کے نور سے، میرے کان کو حکمت کے نور سے، میری مجت و مودت کو آل محمد علیہ السلام کی ولایت کے نور سے ملا مال کر دے۔“

اس کے علاوہ زمانہ غیبت میں اس کو بار بار پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

خدا یا تو خود اپنی معرفت مجھے عطا فرمائے گر تو نے اپنی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا وَلَيَّ الْعَصْرِ (عَجَّ) أَدْرِكُنَا

المنتظر مaslati کورس

آپ کے گھر تک دین کی اہم معلومات پہنچا رہا ہے۔ یہ مaslati کورس اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں ہے اور عقائد، تاریخ، احکام، اخلاق اور امام زمانہ کی معرفت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔
یہ سلسلہ ۱۸ اسابق کا ہے کورس مکمل کرنے پر ایک اعزازی سند بھی پیش کی جائیگی۔

اس کے علاوہ، ماہ محرم الحرام اور ماہ شعبان معظم میں خصوصی شمارہ بھی ارسال کیا جائیگا۔ آئیے دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر اپنے امام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں۔

اگر آپ اس کورس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنا نام اور مکمل پتہ پن کوڈ کے ساتھ کسی ایک مندرجہ ذیل طریقہ سے لیجیں۔

(۱) 09987777757 سے SMS

(۲) Email: course@almuntazar.com

website: www.almuntazar.com

(۳) اس پتہ پر ارسال کریں: ایسوی ایشن آف امام مہدی، پوسٹ بکس نمبر۔ ۵۰۔ ۱۹۸۲۲، محیی۔



FREE HOME DELIVERY

To order your set SMS 'DVD' to
9987777757

Now Available

- * Waqiyat-e-Mulaqat
- * Nanha Muntazir
- * Maarefat-e-Imam
- * Ashaar / Shaban
- * Ashaar / Ghadeer

5 in 1 DVD Set JASHN



For more Islamic Media visit:
www.almuntazar.tv